تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار   لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی: اقتدار احمد مرحوم   ۲۵/ فروری ۱۹۹۸ء   مدیر: حافظ عاکف سعید

رسول اللہ ﷺ کا مقصد بعثت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد بعثت صرف تبلیغ نہیں ہے بلکہ غلبہ دین حق ہے۔ ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق موجود ہے۔ اگر فقط تبلیغ کرنی ہوتی تو شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ہاتھ میں تلوار نہ لیتے۔ لیکن غلبہ دین حق کے لئے ہاتھ میں تلوار لئے بغیر چارہ نہیں۔ اسی حقیقت کے منکشف ہونے سے تو ساری بات کھلتی ہے۔

تبلیغ تو بدھ مت کے بھکشو بھی کرتے ہیں۔ آخر یہ عیسائی مشنری والے بھی تو تبلیغ میں کہاں سے کہاں پہنچ جاتے ہیں۔ مگر یہ تبلیغ جس سطح پر کر رہے ہیں اس میں کسی تصادم کی ضرورت پیش نہیں آتی' اس لئے کہ محض تبلیغ کے کچھ اور تقاضے ہوتے ہیں جبکہ غلبہ دین کے کچھ اور تقاضے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت ہی غلبہ دین حق ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ "وہی اللہ ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو الہدیٰ (یعنی قرآن حکیم) اور دین حق دے کر تاکہ غالب کر دے اس کو کل کے کل دین پر یا پورے نظام زندگی پر خواہ مشرکوں کو یہ بات ناپسند ہو"۔ یہ مشرکوں کو بہت ہی ناگوار ہو گا۔ یہ بات بھی واضح ہو جانی چاہئے کہ مشرک ہے کون؟ ہر وہ شخص یا ادارہ جو دین حق کے مقابلے میں کوئی اور نظام آپ کے سامنے رکھے وہ مشرک ہے۔ مگر ہم نے شرک کو صرف چند عقائد تک محدود کر دیا ہے' بقول علامہ اقبال ؒ

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے؟ فقط اک مسئلہ علم کلام

(اقتباس از "خطبات خلافت" تالیف: ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ)

شمارہ: 7   قیمت: 2 روپے

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

ولی خان کی گوہر افشانیاں

۱۵/ فروری کو جناح پارک پشاور میں خدائی خدمت گار تحریک کے بانی خان عبد الغفار خان کی دسویں برسی کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے ان کے صاحبزادے خان عبدالولی خاں نے کہا کہ ہم ڈیورنڈ لائن کو تسلیم نہیں کرتے۔ انہوں نے افغانستان سے آنے والے پختون مہاجرین کو مہاجر کہنے پر شدید اعتراض کیا اور انہیں اپنا بھائی قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ حقوق کی جنگ ہے لہٰذا پختون باہمی ناراضگی فراموش کر کے متحد ہو جائیں' علاوہ ازیں انہوں نے خود کو "سرخ بھونڈ" قرار دیا اور بھونڈ کی کارکردگی کو غیر شائستہ الفاظ میں بیان کیا۔ ایم کیو ایم کے رہنما اور سندھ کے وزیر تعلیم قاضی خالد صدیقی نے انتہائی درشت لہجہ میں کہا کہ وہ اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے "حقیقی حکمرانوں" کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ غداری کے الزامات لگانا چھوڑ دیں۔ انہوں نے کہا کہ یہی عناصر مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے ذمہ دار تھے۔ یہ کل بھی مینڈیٹ کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے تھے اور آج بھی مینڈیٹ کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں۔ خالد صدیقی نے کہا کہ اگر صوبہ سرحد کا نام پختونخواہ رکھنے اور کراچی میں نوگو ایریا ختم کرنے کی قرار دادیں منظور نہ کی گئیں تو یہ ملکی سلامتی کے خلاف سازش ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ کل حکمران پختونستان پلیٹ میں لئے لئے پھریں اور پھر ان کی بات سننے والا کوئی نہ ہو۔ سندھی رہنما جی ایم سید کے صاحبزادے سید امداد محمد شاہ نے باچا خان کی برسی میں شرکت کو عمرہ اور حج کے مساوی قرار دیا۔

قوم پرست لیڈروں کی سیاسی اور ملکی امور پر زہر افشانی بھی اپنی جگہ پر قابل مذمت ہے لیکن جئے سندھ تحریک کے بانی جی ایم سید کے صاحبزادے سید امداد محمد شاہ نے اس برسی میں شرکت کو عمرہ اور حج کے مساوی قرار دے کر کروڑوں فرزندان توحید کے دینی جذبات کو جس طرح مجروح کیا ہے وہ قابل مذمت ہی نہیں ناقابل برداشت بھی ہے۔ اسلامی نظریاتی ریاست میں دینی شعائر کی توہین بھی اگر قابل گرفت نہیں ہے اور اس پر بھی انتظامی مشینری حرکت میں نہیں آتی تو دوسری کسی نوع کی قانون شکنی پر اقدام چہ معنی دارد؟ یعنی آپ درخت کی جڑ پر کلہاڑا چلانے کی اجازت دے رہے ہیں لیکن درخت کے پتے توڑنے پر پکڑ دھکڑ کر رہے ہیں۔ حج ارکان اسلام میں سے ہے جو ہر صاحب حیثیت پر فرض عین ہے۔ اس عظیم عبادت میں مالی اور جسمانی انفاق دونوں موجود ہیں۔ ایسی عظیم اور روح پرور عبادت کو کسی سیاسی اجتماع کے مساوی قرار دینا ظلم ہے' جہالت ہے' غیر اسلامی ہی نہیں غیر انسانی حرکت ہے۔ ہم اپنی کم مائیگی کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ ہم اس مذموم اور گھٹیا یاوہ گوئی کی مذمت کر سکیں لیکن ہم اس سید زادے کو متنبہ کرتے ہیں کہ دوسروں کے مذہبی جذبات کو یوں مجروح کرنا بعض اوقات بہت مہنگا ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا آئندہ انہیں دینی شعائر کی بے حرمتی کرنے سے پہلے اچھی طرح سوچ لینا چاہئے' خصوصاً پٹھان مذہبی غیرت اور حمیت کے مقابلے میں کسی دوسرے رشتہ یا قدر کو خاطر میں نہیں لاتے۔ خان عبدالولی خان کا افغان مہاجرین کو اپنا بھائی تسلیم کر لینا خوش آئند بات ہے لیکن انہیں یہ یاد دلانا بھی بہت ضروری ہے کہ آپ کے یہ بھائی وہی افغان مجاہدین ہیں جنہوں نے روسی افواج کے خلاف جہاد حریت کیا تھا اور اس وقت آپ نے اپنے ان بھائیوں کو جن القابات سے نوازا تھا وہ تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔

خان صاحب! ندائے خلافت کی فائل اس بات کی گواہ ہے کہ ہم نے صوبہ سرحد کا نام تبدیل کرنے کی ہمیشہ حمایت کی ہے۔ ہم صوبہ کا نام پختونخواہ رکھ دینے میں بھی کوئی حرج نہیں سمجھتے لیکن اگر پختونخواہ زندہ باد کے ساتھ پاکستان مردہ باد لکھا جائے گا تو یہ کسی بھی شریف النفس شہری کے لئے قابل برداشت نہیں ہو گا۔ اس لئے کہ یہ نمک حرامی ہے جو باعزت انسان کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔ خاں صاحب آپ انسانی شرف سے گر کر بھونڈ کا روپ دھارنا چاہیں تو ہمیں افسوس تو ضرور ہو گا لیکن ہمیں اعتراض کا کیا حق ہے! سندھ کے وزیر تعلیم اور ایم کیو ایم کے رہنما قاضی صاحب نے حساس ادارے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو دھمکی آمیز لہجہ اختیار کیا ہے وہ ایک خاص پس منظر رکھتا ہے اور ایک ایسا ادارہ جو تخریب اور ٹوٹ پھوٹ سے تا حال بچا ہوا ہے اسے خواہ مخواہ ملوث کرنے کی ایک شعوری کوشش ہے' جو قابل مذمت بھی ہے اور انتہائی خطرناک بھی۔ ہم موجودہ حکومت کا فلسفہ حکمرانی سمجھنے سے قاصر ہیں۔ وہ پاکستان کی بانی جماعت ہونے کی دعویدار ہے' وہ بانی پاکستان کو اپنا سیاسی باپ' اپنا رہنما اور غلطیوں اور کوتاہیوں سے پاک کرشماتی شخصیت قرار دیتی ہے۔ لیکن اس محترم شخصیت کے بدترین دشمنوں کو جو قائداعظم کو انگریز کا ایجنٹ قرار دیتے ہیں' جو قیام پاکستان کے وقت کی مسلم لیگی قیادت کو بھیڑیئے سے تشبیہ دیتے ہیں اور آج کی تاریخ تک اپنے اس سابقہ موقف سے پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں' ان لوگوں کو سینے سے لگاتے ہیں۔ خود کو پاکستان کے محافظ اول قرار دیتے ہیں لیکن پاکستان مردہ باد لکھنے پر ایکشن لینا تو کجا ایک لفظ تک زبان سے نہیں نکالتے۔ علماء مشائخ کا بے حد احترام کیا جاتا ہے' ان سے اتحاد اور دوستیاں کی جاتی ہیں' اسلامی نظام کے نفاذ کے دعوے کئے جاتے ہیں لیکن بدترین طریقے سے دینی شعائر کا مذاق اڑانے والے بھی انہی کے حلیف ہیں اور اس سب کچھ کے باوجود انہیں سر آنکھوں پر بٹھایا جاتا ہے۔ یہ دورخی اگر امور مملکت کا اہم جز ہے تو ہم جیسے نادان بجا طور پر اس سے محروم ہیں۔

دین بحیثیت ایک عادلانہ نظام زندگی کے ہماری نظروں سے اوجھل ہو چکا ہے

فریضہ اقامت دین کی ادائیگی کیلئے مضبوط نظم کی حامل اسلامی انقلابی جماعت میں شمولیت لازم ہے

پاکستان اور افغانستان کے مابین کنفیڈریشن قائم کر کے امریکی منصوبے کو خاک میں ملا دیا جائے

جامع القرآن' قرآن اکیڈمی لاہور میں ۱۳ فروری ۹۸ء کو امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب : نعیم اختر عدنان

حمد و ثنا' تلاوت آیات اور ادعیہ ماثورہ کے بعد "فریضہ اقامت دین" کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی نے فرمایا :

دعوت دین کا پہلا نکتہ توحید ہے' چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جب جیل میں حضرت یوسف علیہ السلام نے چند قیدیوں کو دین کی دعوت دی تو اس کی ابتداء بھی انہوں نے دعوت توحید ہی سے کی۔ اسلام دین فطرت بھی ہے اور دین توحید بھی۔ عقیدہ اور عبادت کے حوالے سے توحید کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا فریضہ اس کے لئے اپنی اطاعت کو کلی طور پر خالص کر کے ہی ادا کیا جائے۔ دعا کی قبولیت کے لئے بھی ضروری ہے کہ باری تعالیٰ کے لئے اطاعت و فرمانبرداری کو کلیتاً خالص کر دیا جائے۔ لیکن اگر شکل یہ ہو کہ دعا تو اللہ سے کی جا رہی ہو اور اس کی جزوی اطاعت بھی ہو رہی ہو مگر زندگی کے بیشتر حصے غیر اللہ بلکہ طاغوت کی اطاعت پر قائم ہوں تو اس صورت میں تمام دعائیں منہ پر دے ماری جائیں گی' جیسے ۷۱ء میں پاکستان کے استحکام اور یکجہتی کے بارے میں مانگی گئی تمام دعائیں رد کر دی گئیں اور پاکستان دولخت ہو گیا۔ حاکمیت مطلق کا اختیار صرف اور صرف خالق کائنات کو حاصل ہے چنانچہ کسی فرد یا پارلیمنٹ کی طرف سے مطلق حاکمیت و بالادستی کا اعلان کفر و شرک کے مترادف ہے۔ اس وقت ملک پر عملاً طاغوتی نظام نافذ العمل ہے اور اجتماعی نظام کے بیشتر شعبے اس کافرانہ نظام کے تحت کام کر رہے ہیں۔ اس باطل نظام کے تحت اللہ تعالیٰ کی جزوی اطاعت تو کی جا سکتی ہے' لیکن اس کی کامل بندگی اور کلی اطاعت کا تقاضا پورا کرنا عملاً ناممکن ہے۔ دوسری طرف دین کا مطالبہ تو غیر مشروط اور ہمہ وجوہ اطاعت ہی کا ہے' اس لئے کہ حکم و حاکمیت کا اختیار اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو سرے سے حاصل ہی نہیں۔ اس ذات واحد کا حکم ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کی جائے۔ یہی توحید کا بلند ترین تقاضا ہے۔

اقامت دین کے لئے سعی و جہد کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے' خواہ وہ کسی بھی دور میں سانس لے رہا ہو اور کسی بھی ملک کا شہری ہو' اس فرضیت کے ضمن میں مسلمانوں کے اکثریت یا اقلیت میں ہونے سے بھی کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ تاہم پاکستانی مسلمان ہونے کے ناطے اور ملک کو درپیش نازک اور مشکل صورتحال کے حوالے سے یہ ذمہ داری اہم تر ہو جاتی ہے کہ ہم بلا تاخیر کمر ہمت کس لیں اور اسلام کی بالادستی کے لئے تن من دھن لگا دیں۔ رفقاء و احباب بخوبی جانتے ہیں کہ میں ایک سہ منزلہ عمارت کے حوالے سے بندہ مومن کے فرائض بیان کیا کرتا ہوں۔ ایک یہ کہ ہر بندہ مومن کا فرض ہے کہ وہ

منبر و محراب

اپنی پوری زندگی میں اللہ کی محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر اسی کی اطاعت کرے۔ اس کا دوسرا فرض دعوت و تبلیغ ہے جسے قرآن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر' شہادت علی الناس اور دعوت الی اللہ کا نام دیتا ہے۔ مومن کا تیسرا اور سب سے اہم فرض اقامت دین یعنی دین کو بحیثیت نظام زندگی قائم کرنے کی جدوجہد ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم سب پر حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد دوسرا سب سے بڑا حق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے' جن کے ذریعے ہمیں اسلام کی ہدایت اور دولت نصیب ہوئی' جن کی محنتوں' مشقتوں اور قربانیوں کے صدقے سے آج ہم مسلمان ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر حق ہے کہ ہم آپؐ کے مشن کو اپنا مشن بنالیں۔ اس فرض کی ادائیگی کے لئے ایک مضبوط نظم کی حامل جماعت میں شمولیت لازم ہے۔

اگر ایک فرد یہ کام انفرادی طور پر انجام دے سکتا تو وقت کے نبیؐ یہ کام کر کے ہی دنیا سے رخصت ہوتے مگر ایسا نہیں ہو سکا۔ ہاں یہ کام اس وقت پایہ تکمیل کو پہنچا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جماعت میسر آگئی۔ چنانچہ منظم اور مضبوط ڈسپلن کی حامل جماعت کے بغیر پورے دین کے نظام کو قائم کرنا ممکن ہی نہیں' عقلی لحاظ سے بھی نظام کی تبدیلی انقلابی جماعت اور جاں گسل جدوجہد کے بغیر ناممکن ہے اور قرآن و سنت کی نصوص بھی اس پر گواہ ہیں۔ قرآن اہل ایمان سے خطاب کر کے کہتا ہے کہ "کونوا مع الصادقین" سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ سورۂ حجرات میں انہی سچے اہل ایمان کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ حقیقت میں سچے لوگ تو صرف وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر' پھر ہرگز شک میں نہیں پڑے اور انہوں نے جہاد کیا اللہ کے راستے میں اپنی جانوں اور اموال کے ساتھ۔ ایسے لوگ ہی درحقیقت سچے ہیں جن کے ساتھ شامل ہونے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے' یہی اللہ کی پارٹی ہے اور اس حزب اللہ کے لوگ ہی فلاح و کامرانی کے حقدار ٹھہریں گے۔ جبکہ فرائض دین سے روگردانی کی پاداش میں آج ہم مسلمان ہو کر بھی ذلیل و خوار ہیں' ہماری قسمت کے فیصلے کہیں اور ہوتے ہیں اور مسلمان ممالک کے بارے میں پالیسیاں کہیں اور بنتی ہیں۔

اسلام صرف ایک مذہب ہی نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات اور نظام زندگی بھی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پوری دنیا کے لئے ہے' چنانچہ آپ کی عالمگیر نبوت و رسالت کے حوالے سے قرآن کی انفرادی اور اجتماعی تعلیمات کی دعوت کو ہر فرد نوع بشر تک پہنچانا اور کم از کم کسی ایک ملک میں اسلام کے نظام عدل و قسط کو نظام زندگی کی حیثیت سے عملاً نافذ و غالب کرنا امت مسلمہ کی اولین ذمہ داری ہے۔ نوع انسانی کو جبر و استحصال کی ہر نوع اور ظلم کی تمام جکڑبندیوں سے نجات دلا کر اسلام کے عادلانہ نظام کی برکتوں سے مستفید کرنے کی سعی و جہد کئے بغیر اللہ تعالیٰ کی جانب سے عائد کردہ بندوں کے حقوق کی ادائیگی کا تقاضا بھی پورا نہیں ہو سکتا۔ انسانوں کی گردنوں کو ناروا بوجھوں اور پابندیوں سے نجات دلانا حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کے فرائض رسالت میں شامل تھا۔ دولت کی تقسیم کے غیر منصفانہ نظام سمیت ہر نوع کے ظلم کا خاتمہ امت مسلمہ کے فرائض میں شامل ہے۔ ہماری عظیم اکثریت کے ذہنوں میں خاص قسم کے مذہبی تصورات راسخ ہو چکے ہیں' دین بحیثیت ایک عادلانہ نظام کے ہماری نظروں سے یکسر اوجھل ہو چکا ہے۔ قرآن حکیم میں صاف الفاظ میں فرمادیا ہے کہ ہم نے اپنے رسولوں کو معجزات اور کتابیں عطا فرما کر اس لئے مبعوث کیا کہ لوگ عدل و انصاف پر عمل پیرا ہوں۔

سیاسی سطح پر ہر نوع کے جبر و استبداد' معاشی شعبے میں ظلم و استحصال اور معاشرتی سطح پر ہر قسم کے فرق و امتیاز کو یکسر ختم کر کے مستکبرین پر مشتمل استحصالی ٹولے سے مستضعفین یعنی مفلوک الحال عوام کو نجات دلانا امت مسلمہ کا فرض منصبی ہے' اس کے بغیر دین و شریعت کی جانب سے عائد تقاضوں سے عہدہ براں ہونا سرے سے ممکن ہی نہیں ہے۔ دنیا سے ظلم و استحصال پر مبنی نظام کا خاتمہ کر کے اسلام کا نظام عدل و قسط نافذ کرنا ہر مسلمان کے ایمان کا تقاضا ہے جسے پورا نہ کرنے کی پاداش میں عالمی سطح پر امت مسلمہ ذلت و رسوائی سے دوچار ہے۔ قرآن نے عادلانہ نظام کے قیام ہی کو حضور ﷺ کا مقصد بعثت قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ "وامرت لاعدل بینکم"۔ اے نبیؐ ڈنکے کی چوٹ کہہ دیجئے کہ اے لوگو کسی غلط فہمی میں نہ رہنا' میں صرف واعظ و مبلغ اور معلم و مزکی بن کر ہی نہیں آیا ہوں بلکہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمہارے مابین عدل قائم کروں۔

قرآن میں عدل و قسط کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اے اہل ایمان پوری قوت کے ساتھ عدل کے علمبردار بن کر کھڑے ہو جاؤ۔ ہمیں آج عبادات کے فرائض تو یاد ہیں مگر فریضہ اقامت دین اکثر و بیشتر ہماری نظروں سے اوجھل ہے۔ اللہ کا حق' رسولؐ کا حق' انسانوں کا حق' کتاب اللہ کا حق' ان سب حقوق کو جمع کر لیجئے تو ان سب کا تقاضا اور حق یہ ہے کہ اللہ کے عطا کردہ نظام عدل و قسط کو نافذ و غالب کیا جائے' اس مقصد کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا جائے۔ پاکستان کی بقاء' سالمیت اور عزت کی حفاظت کا تقاضا بھی یہی ہے۔ یہ ملک ایک کشتی کی مانند ہے جس میں ہم سب سوار ہیں یہ اگر سلامت و قائم ہے تو ہمارا وجود بھی برقرار ہے' اس کی عزت ہماری عزت ہے' اس کی ذلت ہماری ذلت ہے' یہ کشتی اگر ڈوبتی ہے تو ہم ڈوبتے ہیں۔ پاکستان کی بقاء اور استحکام کے لئے سوائے اسلام کے کوئی اور جڑ یا بنیاد نہیں ہے۔ لہٰذا اس حوالے سے جسم و جان کی تمام توانائیاں لگانا ہمارا اولین فریضہ بھی ہے' اس کے لئے کسی نہ کسی جماعت میں شمولیت ازحد ضروری ہے۔

فریضہ اقامت دین کی ادائیگی کے لئے درکار جماعت کیسی ہونی چاہئے؟

میرے اب تک کے مطالعہ اور غور و فکر کا حاصل یہ ہے کہ ایسی جماعت میں چار لوازم کا ہونا ضروری ہے :

۱) ایسی جماعت واضح اور اعلانیہ طور پر اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لئے وجود میں آئی ہو' یہ جماعت فرقہ وارانہ سوچ کی حامل نہ ہو' صرف عوامی بہبود اس کا نصب العین نہ ہو' محض درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ اس کے پیش نظر نہ ہو۔

۲) ایسی جماعت نہایت منظم اور سمع و طاعت کے ٹھیٹھ اسلامی اصولوں کی حامل ہونی چاہئے۔

۳) ایسی جماعت پیش نظر ہدف کے حصول کے لئے اختیار کردہ طریق کار کو پوری طرح واضح کرے' نیز یہ بھی بیان کرے کہ اس نے اپنا طریق کار کس طرح منہج انقلاب نبویؐ سے مستنبط کیا ہے۔ اس لئے کہ دین کا نفاذ اگر پیش نظر ہے تو لامحالہ طریق محمدیؐ ہی کامیابی کی ضمانت بن سکتا ہے۔

۴) ایسی جماعت کی قیادت کے کردار و عمل کو جانچئے کہ یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں وہی کچھ کرتے بھی ہیں یا نہیں۔ یہ لوگ کم سے کم فرائض کے پابند اور حرام سے مجتنب ہیں یا نہیں۔ کہیں دین کے پردے میں کاروبار دنیوی تو نہیں ہو رہا' جائیدادیں تو نہیں بن رہیں۔

ان اصولوں کو پیش نظر رکھ کر آپ اقامت دین کے لئے کام کرنے والی کسی بھی جماعت میں شامل ہو جائیں تو آپ کی ذمہ داری کا تقاضا پورا ہو جائے گا۔

شمالی افغانستان میں جس کا مرکز مزار شریف ہے' بھارت' ایران اور روس کا عمل دخل کافی بڑھ چکا ہے' ان سب کی پالیسی درحقیقت امریکہ کی اس پالیسی سے ہم آہنگ ہے جس کی رو سے افغانستان میں "طالبان حکومت" کو ختم کرنا پیش نظر ہے۔ روس اور امریکہ کی عالمی قوتوں' اور بھارت اور ایران پر مشتمل علاقائی طاقتوں کی طالبان حکومت کے خلاف "مشترکہ پالیسی" بن چکی ہے۔ امریکہ افغانستان میں طالبان حکومت کو ختم کرنے کی مکروہ سازش کر رہا ہے جس کے توڑ کے لئے پاکستان اور افغانستان کے مابین فوری طور پر کنفیڈریشن ہونا چاہئے اور نواز شریف حکومت کو اس سلسلے میں ہر قسم کے امریکی دباؤ کو مسترد کر دینا چاہئے۔ افغانستان کی سرزمین کو عالم اسلام کے بازوئے شمشیرزن کی حیثیت حاصل ہے' چنانچہ ماضی میں شہاب الدین غوری اور احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان میں اسلام کے علم کو سربلند کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا تھا' احادیث کی پیشین گوئیوں کے مطابق عنقریب افغانستان اور پاکستان کا خطہ نظام خلافت کا گہوارہ بن کر دنیا میں اسلام کے عالمی غلبے کی پیش رفت کا نقطہ آغاز بنے گا۔ دنیا میں واحد سپریم طاقت کے نظریئے کے خلاف چین اور پاکستان پر مشتمل غیر جانبدار سپر طاقت کے قیام کے عزم کا اظہار خوش آئند ہے جس پر میاں محمد نواز شریف بجا طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اے این پی کی طرف سے صوبہ سرحد کے نام کو تبدیل کر کے پختون خواہ رکھنے کا مطالبہ رد کرنا نواز شریف کا جرات مندانہ اقدام ہے۔ ملک میں حقیقی معنوں میں صدارتی نظام قائم کر کے ۱۲ سے ۱۴ چھوٹے صوبے تشکیل دیئے جائیں اور ان صوبوں کے عوام کو اپنی پسند کے نام رکھنے کی آزادی حاصل ہو۔

بقیہ : افہام و تفہیم

نہیں ہوتا بلکہ وہ خود ایک نظریہ لے کر کھڑا ہوتا ہے اور لوگوں کو اس نظریئے کی تبلیغ و اشاعت کے ذریعے اس کام میں تعاون کی دعوت دیتا ہے۔ اس دعوت پر جو لوگ لبیک کہتے ہیں وہ امیر کے ہاتھ پر سمع و طاعت فی المعروف کی بیعت کرتے ہیں۔

الجزائر کی نیشنل سالویشن فرنٹ کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ کوئی انقلابی جماعت تھی ہی نہیں۔ یہ جماعت تو مروجہ انتخابی طریقہ کار کے مطابق کام کر رہی تھی اور اکثریتی ووٹ کے نتیجے میں جب اسے حکومت میں آنے سے روکا گیا تو اس کے رد عمل کے طور پر اس جماعت میں کئی گروپ بن گئے۔ جن میں ایک گروپ وہ بھی ہے جس نے تشدد کا راستہ اختیار کیا۔ جب کہ ایک انقلابی جماعت میں جیسی کہ تنظیم اسلامی ہے کسی دھڑے بندی کا سوال اس لئے پیدا نہیں ہوتا کہ وہ شخصی بیعت کی بنیاد پر استوار ہوتی ہے۔ جس کو جماعت کے امیر سے اختلاف ہو وہ دلیل کے ذریعہ امیر پر اپنا اختلاف واضح کرے اور اگر وہ امیر کو اپنے دلائل کے ذریعے قائل نہیں کر سکتا تو وہ تنظیم سے علیحدہ ہو جائے۔

دعوت اور اقامت کے مراحل کے فرق کو واضح کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ دعوت کے مرحلے پر داعی کو پتھر کے جواب میں پھول پیش کرنا پڑتے ہیں جب کہ اقامت کے مرحلے میں اینٹ کا جواب پتھر سے دینا پڑتا ہے۔

☆ ☆ ☆

بعد نماز ظہر امیر محترم نے رفیق تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر ایک جناب شاب یعقوب کا نکاح رفیق تنظیم جناب افتخار جمیل کی صاحبزادی سے اور تنظیم ہی کے رفیق جناب راشد یار خان کے کزن جناب افتخار علی خان کا نکاح پڑھایا۔ اس موقع پر انہوں نے معمول کا خطاب فرمایا جس میں خطبہ نکاح پر مشتمل آیات کی مختصر تشریح بیان فرمائی۔

افلاطونوں اور ارسطوؤں کی بہتات اور شرح خواندگی میں کمی؟

تحریر : علامہ شبیر بخاری

حال ہی میں اسلام آباد میں "بہتر پاکستان" کنونشن کا انعقاد ہوا۔ یہ کنونشن ہر شعبہ حیات کے ذکی افراد کی شمولیت کی وجہ سے بلاشبہ بڑی خیال افروز تھی۔ اس کے کوارڈی نیٹر وزیر مملکت عزیز محترم احسن اقبال نے جس اعتماد کے ساتھ بعض عملی اقدامات کا ذکر کیا ہے وہ ہمارے قومی شعور کی صدائے بازگشت ہے۔ اس کنونشن میں بھی Education-Oriented آغاز کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس خصوص میں مندرجہ ذیل امور کی طرف ارباب اختیار کی توجہ دلانا ایک قومی فریضہ سمجھتا ہوں۔

(۱) محترم وزیراعظم میاں محمد نواز شریف صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں ذکر کیا کہ جب کسی مطالبہ زر کے لئے وزیر خزانہ کی طرف رجوع کرتا ہوں تو وہ کورا کاغذ دکھاتے ہیں اور پھر ادائیگی قرض کی صورت حالات انہوں نے بیان فرمائی ہے اسی سے پورا اندازہ ہو جاتا ہے کہ ہمارے پاس تعلیم کی کسی معیاری سعی کے لئے منصوبہ بندی کی گنجائش نہیں ہے۔ آج پھر ایک نئی پالیسی کا جنون ہے قبل ازیں کم از کم چھ تعلیمی پالیسیوں میں Univarsalization of Education پر جن بھرپور الفاظ میں کہا جا چکا ہے۔ اس سے بہتر طور پر مزید کہنا شاید ممکن نہ ہو "زر طلبی سخن وریں است" مسئلہ تو ہمیشہ سے یہیں رک گیا ہے کہ ایک عام ابتدائی درس گاہ کا جس میں ایک تربیت یافتہ استاد ہو سالانہ خرچ کم از کم ایک لاکھ روپیہ ہے اور دس ہزار پر کم از کم دس ہزار لاکھ ہے اور پھر اس پر Recurring Expenditure کے شمول سے اس اقتصادی ذمہ داری میں مسلسل خرچ ہوتے رہنا ہے اور پھر ہماری طرح پچاس سال کی منصوبہ بندی کے بعد نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات ہونا ہے۔

(۲) بہاولپور کی مسلم لیگی حکومت نے مسجدوں میں مکاتب (تین جماعتوں کے اور پانچ جماعتوں کے) قائم کرنے کا میرا منصوبہ منظور کیا۔ کم و بیش چار ہزار بستیوں کا سروے ہوا مسجد کمیٹیوں کی مدد سے کم از کم مڈل پاس آئمہ مساجد کا تقرر ہوا' رفتہ رفتہ پنشن یافتہ اساتذہ اور رفاہ عامہ دلچسپی رکھنے والی تنظیمیں بھی شامل ہوتی گئیں اور ۱۹۵۳ء سے ۱۹۵۸ء تک تین ہزار سے زیادہ مکاتب تنظیم کے دائرے میں آگئے ان میں سے ایک ہزار مکاتب کو بہتر نتائج پر گورنمنٹ کی طرف سے گرانٹ بھی ملنا شروع ہوئی۔

(۳) میں نے چاروں صوبوں کے محکمہ تعلیمات کے کمیشن بلائے انہوں نے مکاتب کی کارکردگی اور ان کا معیار جانچا' مشہور عالم مفکر فلپ کے حلی نے اسے دنیائے اسلام کے احیاء کا صحیح آغاز قرار دیا۔ فل برائٹ سکالرشپ پر پروفیسر فری لینڈ کے ایبٹ (Freeland k. Abbot) نے بہاول پور میں میرے ساتھ گاؤں گاؤں کا دورہ کیا اور مکاتب دیکھے ان کا ۱۹۶۱ء کے فیچڑ ے ریو میں تفصیلی مقالہ بہاولپور کے مکاتب نے مصر' شرق اردن' ایران' انڈونیشیا میں خواندگی کے اس ملی پروگرام سے عالمی سطح پر اس سے دلچسپی پیدا کر دی۔ پاکستان کے دو سابق صدور ایوب خان اور ضیاء الحق نے اس ضمن میں عملی اقدامات کئے۔ ضیاء الحق مرحوم نے تو اقراء فنڈ (جس کی رقم بیس ارب سے زیادہ بیان کی جاتی ہے) اسی مقصد کے لئے میری تحریک پر جاری کیا اور اس کا مصرف صرف اور صرف مساجد میں

(باقی صفحہ ۷ پر)

اے سیدِ لولاک ﷺ

نذر گزار : سید شبیر بخاری

گریاں تری فرقت میں مرا دیدۂ نمناک ' اے سید لولاکؐ
بریاں ہے تری یاد میں میرا دل صد چاک ' اے سید لولاکؐ
جس جادۂ معراج پہ تو جلوہ نما ہے! خالق کی عطا ہے!!
اس تک نہ پہنچ پایا مرا فہم نہ ادراک! اے سید لولاکؐ
لایا ہو جو قرآں سی ہمہ گیر شریعت' تفسیرِ خلافت
آیا نہ مثیل آپ کا اب تک تہ افلاک! اے سید لولاکؐ
آباد کیا تو نے جہانِ گل و لالہ' خوشبو کو اجالا!
برباد ہوا کفر کا نظم خس و خاشاک' اے سید لولاکؐ
اِقرأ کا سخن وردٔ الف تا بہ الف ہے' قوت کا سبق ہے
کیا سینۂ بوجہل پہ بیٹھی ہے تری دھاک! اے سید لولاکؐ
تو مطلع آفاق میں صادق ہے امیں ہے' تجھ سا نہ کہیں ہے
توحید سے انساں کو بخشا دل بے باک' اے سید لولاکؐ
تسلیم کہ عاصی ہیں عجب کیا جو سنبھل جائیں' دن رات بدل جائیں
ہم میں جو اتر جائے تری اک نگہ پاک' اے سید لولاکؐ
شبیرؔ پہ آسان ہوں انوارِ ہدایت' اے جانِ رسالت
ہو سرمۂ بینش تری چوکھٹ کی اگر خاک' اے سیدِ لولاکؐ

اسلام ہی جاگیرداری نظام کا خاتمہ کر سکتا ہے

موجودہ انتخابی سیاست کے ذریعے نظام کی تبدیلی محض خواب و خیال کی باتیں ہیں

خلیفہ ثانی' حضرت عمرؓ کے اجتہاد کی روشنی میں پاکستان کی زرعی اراضی قومی ملکیت کے زمرے میں آتی ہے

اسلام اور وڈیرہ شاہی دو متضاد چیزیں ہیں جو ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں

تحریر : شیخ جابر

"پاکستان اور اس کے عوام کے مسائل کی اصل وجہ اور ان کا حل کیا ہے؟" اس عنوان کے تحت روزنامہ جنگ میں اولاً جناب ڈاکٹر عمران فاروق کا طویل مضمون چار اقساط میں شائع ہوا۔ پھر اسی عنوان کے تحت جناب نصرت مرزا نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد اسی موضوع کو جناب کنور خالد یونس نے آگے بڑھایا۔ ہم بھی اسی موضوع پر اپنی رائے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے مضمون کی ابتدا ہی میں بالکل بجا لکھا ہے کہ "تحریک پاکستان عظیم تاریخی تحریک تھی اور اس میں ۲۰ لاکھ مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا' لاکھوں افراد نے اپنی جائیداد' گھروں اور آباء واجداد کی سرزمین چھوڑ کر پاکستان کے لئے ہجرت کی"۔

پھر ڈاکٹر عمران انتہائی اہم اور منطقی سوال اٹھاتے ہیں کہ "ایسا شاندار تحریکی اور تاریخی پس منظر رکھنے اور انسانی اور قدرتی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود اپنے قیام کے ۵۰ سال بعد بھی ہمارا ملک نہ صرف ترقی کی دوڑ میں دنیا کے دیگر ممالک سے بہت پیچھے نظر آتا ہے بلکہ آج معاشی' سیاسی' تعلیمی اور سماجی میدان میں صورت حال اور بدحالی کا شکار ہے آخر ایسا کیوں ہے؟"۔ ڈاکٹر عمران فاروق اس اہم سوال کا جواب دیتے ہوئے بتاتے ہیں کہ سیاسی اور مذہبی رہنما اصل حقائق اور اصل خرابی نہیں بتاتے۔ جب کہ اس ابتلا کا اصل سبب ملک میں رائج فرسودہ جاگیردارانہ اور وڈیرہ شاہی نظام ہے۔ اگرچہ یہ واحد وجہ نہیں ہے لیکن یہ اہم ترین وجہ ضرور ہے۔

پھر ڈاکٹر عمران جاگیردارانہ نظام کے مفسدات گنوانے کے بعد اس کا حل یہ پیش کرتے ہیں۔ ملک کا اقتدار اور انتظام جاگیرداروں اور وڈیروں کے بجائے ملک کے ۹۸ فیصد غریب و متوسط طبقے کے ہاتھوں میں دے دیا جائے۔ عوام خود اپنی صفوں سے اپنی قیادت ابھاریں۔ عوام کی حکمرانی ہی مسائل کا حل ہے۔ اس ضمن میں وہ متحدہ قومی موومنٹ کی مثال بھی پیش کرتے ہیں۔

ہم بصد احترام چند گزارشات پیش کرنا چاہیں گے۔ یہ واقعہ ہے کہ تحریک پاکستان ایک عظیم تاریخی تحریک ثابت ہوئی۔ پھر ۲۰ لاکھ مسلمانوں نے تاریخی قربانی دی اور لاکھوں افراد نے پاکستان کیلئے اپنا گھربار' دھن دولت' آباؤ اجداد کی سرزمین چھوڑ کر ہجرت کی' صرف اور صرف پاکستان کے لئے۔ لیکن پاکستان کس لئے؟ آخر پاکستان کس لئے حاصل کیا گیا تھا؟ ظاہر ہے اس میں دو رائے نہیں ہو سکتیں۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ' پاکستان اسلام کیلئے بنایا گیا تھا۔ لیکن پھر کیا ہوا؟ کیا پاکستان بنانے والوں نے مقصد پاکستان کی طرف کچھ توجہ بھی دی؟ کیا آج تک ووٹ بٹورنے یا اقتدار کو طول دینے کے علاوہ ہم اسلام کی جانب ملتفت ہوئے؟ جب وجہ قیام پاکستان سے ہی روگردانی اختیار کی گئی تو اب تو یہاں جاگیرداریت کا قبضہ ہو جائے' اشتراکیت آئے یا سرمایہ داریت' خانہ خالی را دیو می گیرد۔ خالی جگہ تو بھرنی ہی تھی۔ مفاد پرستوں نے اپنے مفادات کے پیش نظر یہاں غیر اعلانیہ طور پر جاگیرداریت نافذ کر رکھی ہے۔ آج پچاس سال گزرنے کے بعد یہ سوال کیا جا رہا ہے کہ "پاکستانی قوم سے ایسا کون سا گناہ ہوا ہے' جس کی وجہ سے آج ہم اس قدر بدحال ہیں اور دنیا میں ہمارا کوئی وقار اور عزت نہیں ہے؟"

جواب واضح ہے۔ اپنی اصل سے' اپنی اسلامی دنیا سے دور ہونے کی بنا پر' اس گناہ کی پاداش میں ہمارا یہ حال ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ ہم پر ذلت اور مسکنت تھوپ دی گئی ہے اور جو ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے "پاکستانی قوم" تو وہ پاکستانی قوم اب ہے کہاں؟ بقول ابن انشاء مرحوم "یہ پاکستان ہے یہاں سندھی' مہاجر' پٹھان' پنجابی' بلوچی وغیرہ رہتے ہیں۔"

تھا منیر آغاز ہی سے راستہ اپنا غلط
اس کا اندازہ سفر کی رائیگانی سے ہوا

اب بھی وقت ہے' سیاسی اور مذہبی جماعتیں سفر کی رائیگانی دیکھ کر ہی غلط سمت میں سفر کا اندازہ لگالیں اور اپنا قبلہ درست کرلیں تو اب بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ ہم نے پاکستان اس لئے حاصل کیا تھا کہ ہمیں انگریزوں اور ہندوؤں کے تسلط سے نجات مل سکے۔ لیکن قیام پاکستان کے بعد ہم بھول گئے۔ پاکستان کے حصول کا مقصد یہ تھا کہ ہم یہاں مل جل کر اسلام کے مطابق زندگی گزاریں' نہ کہ اسلام کے برخلاف سود' جاگیرداریت اور بیوروکریسی کے زیر تسلط۔ اس کا نتیجہ وہی ہوا جو مقصد سے ہٹ جانے والوں کا ہوتا ہے۔ بہت عرصہ قبل میں نے ایک مثال غالباً کسی گوالے سے سنی تھی۔ اس نے کہا کہ بھینس جب تک دودھ دیتی رہتی ہے گوالا اس کی خدمت کرتا رہتا ہے' بلکہ دودھ دینے کے دوران وہ اگر لات بھی مار دے تو برداشت کرتا ہے لیکن جیسے ہی بھینس اپنے مقصد یعنی دودھ دینے سے ہٹتی ہے وہ اسے قصاب کے حوالے کر دیتا ہے جو اس کی بوٹیاں اڑا دیتا ہے۔ تو بھائی اللہ معاف کرے اپنے مقصد سے ہٹنے کا انجام بخیر نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر عمران فاروق صاحب کا یہ تجزیہ بھی درست ہے کہ پاکستان کے عوام کے مسائل کی بڑی وجہ ملک میں رائج فرسودہ جاگیردارانہ اور وڈیرہ شاہی نظام ہے۔ مگر ڈاکٹر صاحب یہ نظام بھی تو یہاں اس وجہ سے رائج ہوا کہ یہاں اسلام نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام اور وڈیرہ شاہی دو متضاد چیزیں ہیں۔ ہم اس موقع پر اپنی بات کی مزید وضاحت کرنا چاہیں گے۔

دیکھئے ہندو پاک کا یہ برصغیر مسلمانوں کی آمد سے قبل کفار کا ملک تھا۔ مسلمانوں نے مختلف اوقات میں اس کے مختلف علاقوں کو فتح کیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مفتوحہ علاقے کی زمینوں کو حکومت اسلامی شرعی لحاظ سے کیسے استعمال کر سکتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "فقہ عمر" میں اس مسئلے پر مفصل

روشنی ڈالی ہے۔ وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب عراق کا ملک مسلمانوں نے فتح کیا تو بعض صحابہ کرامؓ نے یہ مطالبہ کیا کہ اس ملک کی تمام زرعی اراضی مجاہدین میں مال غنیمت کے طور پر تقسیم کر دی جائے' جس طرح کہ مفتوحہ اموال کو تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک بڑی مجلس منعقد کی گئی جس میں اجماع صحابہ ہوا اور عراق کی اراضی مسلمانوں کی قومی ملکیت قرار دے دی گئی۔ چونکہ خلافت راشدہ یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں اس بات پر تمام امت کا اجماع ہو گیا تھا کہ مفتوحہ علاقے کی اراضی قومی ملکیت میں لی جاسکتی ہے لہٰذا ہمارے اپنے ملک کے بعض مقتدر اور جید علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ برصغیر کی اراضی بھی مفتوحہ علاقہ ہونے کی بنا پر قومی ملکیت میں لی جا سکتی ہے۔

اس سے اس شبے کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے کہ "اصل حقائق اور اصل خرابی کا تذکرہ کوئی نہیں کرتا" کیونکہ علماء حق تو اس اصل خراجی کا حل بھی بیان کر چکے ہیں۔ مولانا محمد طاسین صاحب کی کتاب "مروجہ نظام زمین داری اور اسلام" اور چوہدری صادق علی مرحوم کا کتابچہ "مسئلہ ملکیت زمین اور اسلام" لائق مطالعہ ہیں۔

یہاں یہ اہم سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ قومی ملکیت میں لینے کے بعد زمینوں کی کاشت کا کیا انتظام کیا جائے؟ اس ضمن میں بھی اسوۂ فاروقی مشعل راہ ہے۔ جو شخص اراضی کو کاشت کر رہا ہے خواہ بطور مالک اور خواہ بطور مزارع' وہ زمین اسی کے پاس رہنے دی جائے اور وہ حکومت کا مزارع قرار پائے۔ اس مزارعت میں رقبے کی کوئی تحدید نہ ہو جو شخص جتنا رقبہ خود کاشت کر سکتا ہو وہ کاشت کرے صرف لگان اور مال و نہر کا معاملہ ادا کرے۔ یوں ایک ہی وار سے جاگیرداریت جڑ سمیت ختم ہو جائے گی۔ سب ایک ہی سطح پر آجائیں گے اور کاشت کار کہلائیں گے' بڑی بڑی جاگیرداریاں ختم ہو جائیں گی۔ جو شخص جتنا رقبہ خود سے کاشت کر سکے گا اتنا ہی اپنے پاس رکھ سکے گا وہ بھی بطور مالک نہیں بلکہ بطور مزارع۔ اس کی مزید تفصیلات بھی ہیں جن کے اظہار کا نہ یہ موقع ہے نہ گنجائش۔ مختصراً یہ کہ اسلام ہی جاگیرداریت کو جڑ بنیاد سے ختم کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر عمران فاروق صاحب اپنے مضمون میں حل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "مسائل کو حل کرنے کا واحد حل یہ ہے کہ ملک کا اقتدار اور انتظام جاگیرداروں' وڈیروں کے بجائے ملک کے ۹۸ فیصد غریب اور متوسط طبقے کے ہاتھوں میں دے دیا جائے۔" بظاہر یہ بڑی دل خوش کن بات لگتی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ مطالبہ کس سے کیا جا رہا ہے؟ کیا وڈیروں' جاگیرداروں' اور فوج سے؟ اقوام متحدہ یا امریکہ سے؟ کس سے؟ متذکرہ بالا گروہوں میں سے کوئی بھی یہ مطالبہ پورا کرنے والا نہیں۔

دوسرا حل ڈاکٹر فاروق صاحب یہ پیش کرتے ہیں کہ "عوام خود اپنی صفوں سے اپنی قیادت پیدا کریں"۔ اس طرح سے عوامی حکومت قائم ہو گی۔ یہ باتیں بھی بڑی دل خوش کن ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اسلام میں حکومت عوام کی نہیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے۔ نیز اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ عوامی نمائندے ایوانوں میں پہنچ کر وڈیروں کا سا ہی طرز عمل اختیار نہ کر لیں گے۔ عام مشاہدہ ہے کہ عوام میں سے منتخب ہونے والے پھر عوامی نمائندے نہیں رہتے۔ یہاں تک کہ ان کا طرز رہائش اور بودوباش سب کچھ بدل جاتا ہے۔ وہی بڑی بڑی گاڑیاں اور کوٹھیاں' بنگلے۔ شاید اسی لئے جوش مرحوم نے کہا تھا کہ

مفلس کہ امیروں کے گناتے ہیں گناہ
دولت انہیں دے دو تو قیامت کر دیں

اقتدار ملتے ہی ان میں سے بیشتر قیامت برپا کر دیتے ہیں۔ اول تو یہی امر محال ہے کہ اقتدار مافیا' جاگیردار اور خود عوام آپ کو ایوانوں میں بھیج دیں گے اور پھر یہ بھی آپ کا خیال ہے کہ وہ آپ کو اپنے خلاف قوانین بنانے دیں گے۔ موجودہ انتخابی سیاست میں یہ "ایں خیال است و محال است و جنوں" والی بات ہے کیونکہ انتخابات صرف اس لئے ہوتے ہیں کہ بالائی سطح پر کوئی تبدیلی آجائے۔ ایک پارٹی کے بجائے دوسری پارٹی برسر اقتدار آجائے۔ لیکن انقلاب یعنی نظام کی تبدیلی انتخابات کے ذریعے نہیں ہو سکتی۔ کم از کم معلوم تاریخ میں تو ایسا نہیں ہوا نہ ہی آئندہ اس کا کوئی امکان ہی نظر آتا ہے۔ ہم یہاں متحدہ قومی موومنٹ کی ہی مثال پیش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر عمران صاحب تو جوش میں یہاں تک لکھ گئے کہ "متحدہ قومی موومنٹ کی مثال سب کے سامنے ہے جس نے عملی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ اگر عوام متحد ہو کر جدوجہد کریں تو اپنی صفوں سے قیادت نکال کر ایوانوں میں بھیج سکتے ہیں اور ملک و قوم کی تقدیر بدل سکتے ہیں"۔

واقعہ یہ ہے کہ مہاجر قومی موومنٹ ثم متحدہ قومی موومنٹ کو جو قبول عام حاصل ہوا وہ خال خال ہی نظر آتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس تنظیم نے عوام کو ایوانوں میں پہنچایا ہے۔ اور یہ ایک بڑی بات ہے۔ لیکن نتیجہ؟ نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ کیا ملک و قوم کی تقدیر بدل گئی؟ ڈاکٹر عمران تو ملک و قوم کی تقدیر بدلنے کی بات کرتے ہیں جب کہ ان کے قائد تحریک جناب الطاف حسین کہتے ہیں کہ ہمارے وزراء "ربڑ اسٹمپ" بن کر رہ گئے ہیں' کام نہیں ہو رہے۔ عوامی مسائل کا حل اور مطالبات کا ماننا تو دور کی بات ہے ان پر کان نہیں دھرا جا رہا۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ خواہ ایوانوں تک پہنچ جائیں' خواہ کہیں اور' مقتدر قوتیں آپ کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہیں کریں گی۔ اس کا واحد حل وہی آب نشاط انگیز ہے ساقی ـــ یعنی اسلام۔

اولاً قرآن عظیم کے ذریعے افراد میں شعور و آگہی کے دیپ جلائیں' انہیں اللہ کی طرف بلائیں۔ ثانیاً ایسے صاحب عزیمت افراد کو جمع اور منظم کیا جائے جو اپنا تن من دھن اللہ کے لئے لٹانے والے ہوں۔ یہی دنیا کو ظلم اور ناانصافیوں کی تاریکیوں سے نجات دلا کر دنیا کو محبت امن اور سلامتی کا تحفہ دیں گے۔

بقیہ : رجل رشید

مکاتب کے قیام پر ہی ہو سکتا ہے۔ ۹۳۔۱۹۹۲ء کے مہیا اعداد و شمار کی رو سے مغربی پاکستان (موجودہ پاکستان) میں ان مکاتب کی تعداد ۳۴۹۰۶ تھی (پنجاب ۱۱۵۰۵ سندھ ۱۲۷۴۹ سرحد ۶۳۴۵ بلوچستان ۲۵۶۷ فاٹا ۱۱۹۹ اسلام آباد ۱۷) پاکستان میں افلاطون اور ارسطو زیادہ ہیں اور وہ کیک کھلانے والی ملکہ کے ہم مشرب ہیں۔ اسی لئے یہ تعداد کم ہے برخلاف ازاں میں دو مرتبہ مشرقی پاکستان گیا وہاں Council of the Mosque اسکیم محی الدین نے عام کی تھی لیکن بہاول پور کے تجربے سے وہاں ان اسکیم کی مقبولیت میں اضافہ ہوا ان کی خواندگی کی شرح ہماری ۲۵۔۲۰ فیصد خواندگی کے مقابلے آج ۶۰% ہے۔ سنا ہے ہمارے افلاطون امریکہ کے پیدا کردہ اس مغالطے کا شکار ہیں کہ ان مکاتب سے فنڈامنٹلزم کو فروغ ہو گا۔ شاید حضور آنجناب کا اشارہ بھی ہو۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

انتقال پر ملال

منفرد رفیق تنظیم اسلامی حلقہ سرحد سعید الرحمٰن صابر کے والد ماجد مولانا عمر حیات (ناظم اعلیٰ دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی) ۳۱ دسمبر ۹۷ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ رفقاء و احباب سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

ضرورت رشتہ

دینی مزاج رکھنے والے پنجابی خاندان کو اپنی اعلیٰ تعلیم یافتہ' غیر ملکی شہریت کی حامل بیٹی' عمر ۲۷ سال کے لئے مناسب رشتہ درکار ہے۔

رابطہ : سردار اعوان' معرفت ندائے خلافت

باطل نظام کے زیر سایہ سانس بھی لینا حرام ہے

اسلامی نظام عدل نافذ نہ ہونے کی وجہ سے ملک شکست و ریخت کے عمل سے دوچار ہے

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی دورۂ ترجمہ قرآن کی تکمیل کے بعد سوال وجواب کی خصوصی نشست

رپورٹ : محمد سمیع' کراچی

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے ماہ رمضان المبارک کے دوران دورۂ ترجمہ قرآن کے موقع پر بوجوہ سوال وجواب کی نشست منعقد نہیں ہوپائی تھی۔ دورۂ ترجمہ قرآن کے دوران شرکاء کے ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات واشکالات کی اہمیت کے پیش نظر امیر محترم نے اسے اپنے ذمہ قرض قرار دیا اور رفقاء واحباب سے وعدہ کیا کہ وہ جلد ہی کراچی آکر یہ قرض چکائیں گے۔ لہٰذا اتوار ۸/ فروری کو یہ نشست صبح ۹ بجے قرآن اکیڈمی میں رکھی گئی۔

کراچی جیسے مصروف شہر میں اتوار کی صبح خاصی دیر سے شروع ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے ہوا کہ نشست کا آغاز ساڑھے نو بجے ممکن ہو سکا۔ اگر رفقاء کے لئے یہ پروگرام لازم نہ کیا جاتا تو شاید اس پروگرام کا آغاز ۱۱ بجے سے پہلے ممکن نہ ہوتا۔ بہرحال حاضری میں برابر اضافہ ہوتا رہا' نتیجتاً امیر محترم سوا بجے دوپہر تک سوالوں کے جوابات دینے میں مصروف رہے۔

رفقاء واحباب کے مختلف سوالوں کے جواب دیتے ہوئے امیر محترم نے فرمایا کہ اسلام اور پاکستان لازم وملزوم ہیں۔ قائدین تحریک پاکستان کی عملی زندگی میں اسلام کے عمل دخل کے فقدان کو بنیاد بنا کر یا دو قومی نظریہ کی من پسند تشریحات کے ذریعہ وطن عزیز سے اسلام کے تعلق کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے فرمایا کہ اسلام کے نظام عدل کو نافذ نہ کرنے کے نتیجے میں ملک شکست وریخت کے عمل سے دوچار ہو چکا ہے' اگر اب بھی ہم نے نفاذ اسلام سے اغماض برتا تو یہ ملک نسیاً منسیاً ہو جائے گا۔ ملک میں حالات جس نہج پر جا رہے ہیں ان کا تقاضا ہے کہ ہم میں سے ہر فرد طے کرلے کہ کہ اسے اپنی زندگی اسلامی انقلاب کی جدوجہد کے لئے وقف کر دینا ہے۔ اس فیصلہ کے بعد اسے چاہئے کہ ان جماعتوں کے طریقہ کار کا بغور مطالعہ کرے جو اس میدان میں کام کر رہی ہیں۔ جس جماعت کے طریقہ کار پر دل مطمئن ہو جائے وہ بلاتاخیر اس جماعت میں شمولیت اختیار کرلے' البتہ اپنی آنکھوں پر جماعتی عصبیت کی پٹی باندھنے کی بجائے خوب سے خوب تر کی تلاش جاری رکھے اور اگر اس سے بہتر جماعت نظر آئے تو اس میں شمولیت سے ہرگز نہ ہچکچائے۔ انہوں نے فرمایا کہ مسلک کی بنیاد پر قائم جماعتوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو ملک میں تین نمایاں جماعتیں کام کر رہی ہیں۔ ایک تبلیغی جماعت ہے جس کا نظریہ یہ ہے کہ لوگوں کو دین کی دعوت دی جاتی رہنی چاہئے تاآنکہ لوگوں کی اکثریت دین پر کاربند ہو جائے' اس طرح معاشرے میں دین خود بخود قائم ہو جائے گا۔ دوسری جماعت اسلامی ہے جو یہ سمجھتی ہے کہ ملک میں مروجہ انتخابی طریقہ کار کے ذریعے ایوان میں اکثریت حاصل کر کے اقتدار حاصل کیا جائے اور اس طرح قانون سازی کر کے اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔ تنظیم اسلامی نے حضور اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور سیرت کے انقلابی گوشوں کی رہنمائی میں انقلابی طریقہ کار وضع کیا ہے۔ ان کے علاوہ اور جماعتیں بھی ہیں۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی جماعت بھی ہو سکتی ہے جس نے اسلامی انقلاب بذریعہ تعلیمی انقلاب کا نعرہ اپنایا ہے۔ بہرحال یہ فیصلہ کرنا لوگوں کا کام ہے کہ وہ کس جماعت میں شمولیت اختیار کرتے ہیں۔ آج کسی جماعت کو "الجماعہ" کی حیثیت حاصل نہیں ہے' جس سے نکل جانے کے معنی اسلام سے نکلنے کے ہوں۔

ایک سوال کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اسلامی انقلاب کی جدوجہد کے لئے ہمیں اپنے کیریئرز' اپنے پروفیشنز اور اپنی دنیوی خواہشات کی قربانی دینی پڑے گی۔ انہوں نے کہا یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اسلامی انقلاب کی جدوجہد کے دوران دنیوی ترقی کے معیار کو برقرار رکھا جاسکے بلکہ اسے اسلامی انقلاب کے برپا ہونے تک موخر کرنا ہوگا۔ اسلامی انقلاب کے بعد دین کو قائم رکھنے اور دین کی ترویج واشاعت کی ذمہ داری خلافت کے ادارہ پر آجائے گی اور اس وقت لوگوں کے لئے ہر قسم کی دنیوی ترقی کی جدوجہد کا موقع ہوگا۔ انہوں نے فرمایا کہ مسالک کے اختلاف اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں ہرگز کوئی رکاوٹ نہیں ہے' معاملہ صرف اخلاص نیت کا ہے۔ قانون سازی کے لئے آئین میں قرآن وسنت کے لئے بنیاد فراہم کر دی گئی ہے۔ قرارداد مقاصد آئین کا حصہ ہے نیز آئین میں اس شق کی منظوری دی جا چکی ہے کہ کوئی قانون سازی قرآن وسنت کے خلاف نہیں ہوگی۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات موجود ہیں' فیڈرل شریعت کورٹ قائم ہے جس پر بہت سی قدغنیں لگا دی گئی ہیں۔ ان قدغنوں کو ہٹا دیا جائے تاکہ قرآن وسنت کی بنیاد پر قانون سازی کا راستہ کھل جائے۔ پرسنل لاء میں مختلف مسالک کے ماننے والوں کے لئے اپنے اپنے مسلک پر عمل کرنے کی آزادی ہونا چاہئے۔ پبلک لاء کے ضمن میں فقہ حنفی کے اصولوں کی بنیاد پر قانون سازی کا راستہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔

ایک سوال کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ شریعت اور طریقت میں کوئی تفاوت نہیں۔ ایک اگر دین کے ظاہری رخ پر مشتمل ہے تو دوسری اس کے باطنی رخ کو ظاہر کرتی ہے۔ موجودہ تصوف دین کی زوال پذیر صورتحال کی عکاس ہے' ورنہ ابتداء میں تو اس شخص کی بیعت ارشاد قبول ہی نہیں کی جاتی تھی جو شریعت کا علم نہ رکھتا ہو۔ ماضی میں عالم دین ہی صاحب طریقت ہوا کرتے تھے۔ حرام ذرائع سے روزی حاصل کرنے والے افراد کے سوشل بائیکاٹ سے متعلق سوال کے جواب میں امیر محترم نے فرمایا کہ ان کا معاشرتی بائیکاٹ دعوتی نقطہ نظر سے مناسب نہیں۔ اس طرح ایسے افراد سے رابطہ منقطع ہو جاتا ہے اور دعوت دین کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ تاہم ان کے ساتھ اکل وشرب کا معاملہ کرتے ہوئے کراہت ضرور محسوس کرنی چاہئے۔ بینک اور لائف انشورنس کے بارے میں سوال کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ان اداروں سے حاصل شدہ روزی حرام مطلق ہے' البتہ وہ ادارے جن کا کاروبار صرف سود ہی کی بنیاد پر نہ چل رہا ہو بلکہ ان کے سرمایہ کا بیشتر حصہ سود سے متعلق نہ ہو جیسے ٹیکسٹائل ملز وغیرہ تو ان کی کیفیت مذکورہ بالا اداروں کی سی

نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ باطل نظام کے تحت سانس لینا بھی حرام ہے' گندم کے ہر دانے میں سود شامل ہے۔ لٰہذا خواہی نخواہی کسی نہ کسی درجے میں ہر شخص حرام میں ملوث ہے۔ اس گناہ کا کفارہ یہ ہے کہ انسان اپنی صلاحیتوں اور توانائیوں کا صرف اتنا ہی حصہ حصول معاش میں لگائے جس سے زندگی کی بقاء وابستہ ہو' جبکہ بقیہ ساری صلاحیتیں اور توانائیاں اس باطل نظام کو جڑ سے اکھاڑنے اور اس کی جگہ اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے نفاذ کی جدوجہد میں لگا دے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ دور جدید میں ریاست کی اصطلاح کو سمجھ لیں تبھی یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ اسلامی ریاست کا قیام ہجرت مدینہ کے فوراً بعد نہیں بلکہ فتح مکہ کے بعد ہوا۔ دور جدید میں ایک شہری کی وفاداری ریاست سے ہوتی ہے نہ کہ حکومت سے۔ ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ حکومت ریاست کے معاملات کو درست طور پر نہیں چلا رہی ہے تو وہ اس کے خلاف ایک تحریک برپا کرے۔ البتہ کوئی حکومت یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ کوئی شہری ریاست کی سالمیت کے خلاف کوئی اقدام کرے۔ اگر مدینہ میں کوئی اسلامی ریاست ہجرت کے فوراً بعد قائم ہو چکی ہوتی غزوۂ احد کے موقع پر جب ایک تہائی افراد جنگ سے منہ موڑ کر چلے گئے تو اسلامی حکومت نے ان کے اس اقدام پر کوئی سخت کارروائی کیوں نہیں کی؟

مرد اور عورت کی دینی ذمہ داریوں کے فرق کو واضح کرتے ہوئے امیر محترم نے فرمایا کہ عبادات تک میں خواتین کو رعایت دی گئی ہے۔ باجماعت نماز سے زیادہ فضیلت گھر کی نماز ہے اور گھر کے بھی ایک گوشے میں ادا کی گئی نماز زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ مخصوص ایام میں نماز کی فرضیت عورتوں پر سے ساقط ہو جاتی ہے جبکہ مردوں پر ہر حال میں نماز فرض ہے۔ اسی طرح اگر کسی ایسی خاتون کو جو حج کی استطاعت رکھتی ہو لیکن اسے کوئی محرم دستیاب نہ ہو تو یہ فرض اس سے ساقط ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قتال بھی عورتوں پر فرض نہیں کیا گیا۔ آج کے دور میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ خاتون خانہ کی اصل ذمہ داری گھر کی چار دیواری کی حد تک ہے کہ وہ بچوں کی دینی تعلیم کا مناسب بندوبست کرے۔ اگر وہ اپنے شوہر کو اقامت دین کی جدوجہد کے لئے زیادہ سے زیادہ فارغ رکھے تو اس طرح وہ اپنا دینی فریضہ ہی ادا کرتی ہے۔ لٰہذا خواتین کو سڑکوں پر لانا اور خواتین کے مظاہرے کرنا' یہ نہ صرف ان کی اصل دینی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ اس سے نئے فتنوں کی راہیں کھلنے کا اندیشہ ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ اعانت کی ادائیگی کے حوالے سے بظاہر یہ بات بہت مناسب محسوس ہوتی ہے کہ اسے رفقاء کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق اعانت ادا کر سکیں۔ تاہم ایک مخصوص شرح کا طے کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس سے منصوبہ بندی میں آسانی ہو جاتی ہے تاہم تخفیف اعانت حتیٰ کہ اس سے استثناء کے لئے بھی تنظیم اسلامی کے نظام العمل میں گنجائش موجود ہے۔

سقوط ڈھاکہ کے حوالے سے ایک صاحب نے اس رائے کا اظہار فرمایا کہ مغربی اور مشرقی پاکستان کے درمیان نہ صرف زمینی فاصلہ تھا بلکہ لسانی و تہذیبی اور تمدنی سطح پر بھی فرق و اختلاف موجود تھا۔ ان اسباب کی وجہ سے اس کی علیحدگی بالکل فطری بات تھی۔ اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے عذاب کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟ اس سوال کے جواب میں امیر محترم نے فرمایا کہ بات بالکل بجا ہے لیکن اگر یہ علیحدگی باہمی افہام و تفہیم کے جذبہ کے ساتھ مذاکرات کے ذریعہ ہوئی ہوتی تو اسے اللہ کا عذاب نہیں کہا جا سکتا تھا لیکن جن حالات میں یہ علیحدگی ہوئی' جس کے نتیجے میں دنیا کی سب سے بڑی مسلم مملکت کی افواج کا ہندوؤں کے سامنے ہتھیار ڈال دینا اور بدترین قسم کی خونریزی کا برپا ہونا شامل ہے جس کے نتیجے میں لاکھوں افراد کا قتل عام ہوا' عصمتیں لٹیں' جان و مال کا ضیاع ہوا' اسے اللہ کا عذاب نہ قرار دیا جائے تو اور کیا کہا جائے گا؟

اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ تزکیہ اصل میں روح کا ہوتا ہے انہوں نے فرمایا کہ انسان جسد خاکی اور روح ربانی کا مجموعہ ہے۔ جسد خاکی کو تو خاک سے پیدا ہونے والی خوراک کے ذریعہ طاقت حاصل ہوتی رہتی ہے۔ نفسانی خواہشات جس قدر توانا ہوتی جاتی ہیں' روحانی کیفیت اس مناسبت سے کمزور تر ہوتی چلی جاتی ہے' لٰہذا اصل مسئلہ تزکیہ روح کا ہے۔

رسول اور نبی کے الفاظ کے قرآن میں بطور مترادف استعمال ہونے کے حوالے سے علماء کے بیان کردہ اصول واضح کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ "اذا اجتماع تفرق واذا التفرق اجماع یعنی جہاں یہ اصطلاحات ایک ساتھ بیان ہوئی ہیں وہاں ان کے معنی الگ الگ لئے جائیں گے اور جہاں یہ الگ الگ آئے ہوں وہاں ان کے معنی مترادف تصور کئے جائیں گے۔

جہاد کشمیر کے حوالے سے انہوں نے فرمایا کہ اس کے "جہاد" ہونے میں کوئی شک نہیں اور اس میں کام آنے والے لوگوں کو یقیناً شہید کا مرتبہ ملے گا کیونکہ اپنی جان و مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جانے والے شخص کو بھی ازروئے حدیث شہید قرار دیا جاتا ہے جبکہ کشمیری تو اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں جسے جہاد حریت کہتے ہیں۔ لیکن جہاد فی سبیل اللہ تو صرف اس جہاد کو کہا جاتا ہے جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کے کلمے کی سربلندی کے لئے ہو رہا ہو۔ انہوں نے کہا کہ الجزائر میں جب آزادی کی جنگ لڑی جا رہی تھی تو مسلمانوں نے اسے جہاد فی سبیل اللہ قرار دیا تھا لیکن اس جنگ کے نتیجے میں وہاں ایک سوشلسٹ حکومت برسراقتدار آئی۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کاشت گندم کی جائے اور اس کے نتیجے میں جو اگے "گندم از گندم بروید جو زجو" تنظیم اسلامی کا جہاد اولین پاکستان کو اسلامی ریاست بنانا ہے کیونکہ جب اپنے ہاں ظلم و جبر پر مبنی بدترین نظام موجود ہو تو کسی اور ملک میں جا کر جہاد میں حصہ لینا مضحکہ خیز بات ہے جسے ایک عقل عام رکھنے والا شخص بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔

راقم کے اس سوال کے جواب میں کہ کیا ہمارے دل اتنے ہی سخت ہو چکے ہیں کہ دورۂ ترجمہ قرآن میں شرکت کے بعد بھی وہ اطمینان قلبی جس کا ذکر آیت قرآنی "الا بذکر اللہ تطمئن القلوب" میں ہے' حاصل نہیں ہو پاتا' امیر محترم نے فرمایا کہ یہ چیز شدت احساس کا مظہر ہے یا حالات و کیفیات کے اختلاف کی بنا پر ہے۔ تاہم انہوں نے فرمایا کہ ہماری گفتگو میں علمی و عقلی عنصر کا غلبہ ہوتا ہے اور اس کے مقابلے میں روح کے تاروں کو چھیڑنے والا عنصر کم ہوتا ہے۔ اطمینان قلب حاصل نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔

ایک اور سوال کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ دین کا تعلق نقل سے ہے عقل سے نہیں۔ قرآن حکیم کی آیات متشابہات میں مراد تلاش کرنا مناسب نہیں۔ عمل کے بغیر دعوت کے حوالے سے انہوں نے فرمایا کہ کردار و عمل کے اعتبار سے کوئی شخص کامل نہیں ہو سکتا' لٰہذا دعوت دین کا کام ہر شخص کو جاری رکھنا چاہئے۔ اس سے auto suggestion کا عمل جاری رہتا ہے اور انسان کی ازخود اصلاح ہوتی رہتی ہے۔

سوال کیا گیا کہ جہاں قرآن امہات المومنین ؓ کے سامنے کچھ تقاضے رکھتا ہے تو اس سے قرآن کی مراد صرف امہات المومنین ؓ ہوتی ہیں یا اس کی مخاطب عام مسلمان خواتین بھی ہیں؟۔ امیر محترم نے اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ قرآن جن دینی احکامات پر عمل کرنے کے لئے امہات المومنین ؓ کو خطاب کرتا ہے' ان پر عمل ان خواتین ؓ کا اسوہ قرار پاتا ہے اور امہات المومنین ؓ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی عام مسلمان خواتین پر لازم ہے۔

ووٹ اور بیعت کے فرق کو واضح کرتے ہوئے امیر محترم نے فرمایا کہ ووٹ مشورہ ہوتا ہے۔ ووٹوں کی اکثریت کا مطلب یہ ہے کہ جس کو ووٹ دیا گیا ہے اس کو منتخب کرنے کے لئے مشورہ ہے۔ مشورے کے نتیجے میں حکومت کی صورت میں منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد خلیفہ لوگوں سے بیعت لیتا ہے۔ البتہ کسی دینی جماعت کے امیر کے ہاتھ پر بیعت کا معاملہ مختلف ہوتا ہے۔ امیر کی صورت داعی کی ہوتی ہے۔ وہ کسی کے ووٹ سے منتخب

(باقی صفحہ ۴ پر)

بچے والدین کے پاس قوم کی امانت ہیں !

بچپن سے اپنی اولاد کے دل میں نیک لوگوں کی محبت کا جذبہ پیدا کرنے ہی سے بچوں کو نیکی کی ترغیب دی جاسکتی ہے

حدیث نبویؐ ہے کہ ہر بچہ فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے لیکن یہ تو اس کے والدین ہیں جو اسے یہودی' نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں

بچوں کو ابتداء ہی سے برے ساتھیوں کی صحبت سے محفوظ رکھیں

افادات : امام غزالیؒ

بچوں کی تربیت کے لئے موثر طریقہ اختیار کرنا نہایت اہم اور ضروری ہے کیونکہ بچہ والدین کے پاس خدا کی امانت ہے اور اس کا دل ایک عمدہ' صاف اور سادہ آئینہ کی مانند ہے جو بالفعل اگرچہ ہر قسم کے نقش وصورت سے خالی ہے' لیکن ہر طرح کے نقش و اثر قبول کرنے کی استعداد رکھتا ہے اور جس چیز کی طرف چاہو مائل کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اگر اس میں اچھی عادتیں پیدا کی جائیں اور اسے علم پڑھایا جائے تو وہ ایسی ہی عمدہ نشوونما پا کر دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کرلیتا ہے۔ اس کے ثواب میں اس کے والدین اور استاد وغیرہ بھی حصہ دار ہو جاتے ہیں۔ اگر اس میں بری عادتیں پیدا کی جائیں اور جانوروں کی طرح بے قید چھوڑ جائے تو وہ بد اخلاق ہو کر تباہ ہو جاتا ہے' جس کا وبال گناہ اس کے والی اور سرپرست کی گردن پر پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے :

"اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے اہل و عیال کو (جہنم) آگ سے بچاؤ"۔

اور جب کہ باپ اپنے بچہ کو دنیا کی آگ سے بچاتا ہے تو بطریق اولیٰ اس پر لازم ہے کہ اسے آخرت (جہنم) کی آگ سے بچائے۔ اس کا طریقہ یہی ہے کہ اسے آداب اور تہذیب سکھائے اور محاسن اخلاق کی تعلیم دے' برے ساتھیوں اور ہمنشینوں سے اس کی حفاظت کرے۔ اس کے دل میں بناؤ سنگار' زیب و زینت' تن آسانی اور آرام طلبی کی رغبت نہ بیٹھنے دے' ورنہ وہ بڑا ہو کر انہی حقیر چیزوں کی طلب اور جستجو میں اپنی عمر عزیز کو ضائع کرکے ہمیشہ کے لئے تباہ ہو جائے گا بلکہ لازم ہے کہ باپ ابتدا سے اس کی کڑی نگرانی اور دیکھ بھال کرتا رہے۔

حلال غذا کی ضرورت واہمیت :

بچے کی پرورش کرنے اور اسے دودھ پلانے کے لئے بھی کوئی نیک خو اور دیندار عورت مقرر کرے جو رزق حلال کھاتی ہو۔ کیونکہ جو دودھ رزق حرام سے پیدا ہوتا ہے اس میں کوئی خیر و برکت نہیں ہوتی بلکہ جب حرام کے دودھ سے بچہ کی پرورش ہوتی ہے تو اس کے مایہ خمیر میں خباثت رچ جاتی ہے' جس کی وجہ سے اس کی طبیعت شیطانی کاموں کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ جب بچہ میں نیکی و بدی کی تمیز کا شعور محسوس ہو تو اس کی نہایت ہی کامل نگہداشت شروع کر دیں۔ اس کا اندازہ حیا کی ابتدائی علامات کے ظہور سے ہوتا ہے کیونکہ جب وہ اپنی عزت و شرف کو محسوس کرکے شرمانے لگتا ہے اور حیا کی وجہ سے بعض کاموں کو وہ چھوڑنے لگتا ہے تو یہ صرف اس کی عقل ہی کی ضیا اور روشنی کا نتیجہ ہوتا ہے' یہاں تک کہ وہ بعض کاموں کو برا اور دوسرے کاموں کے خلاف سمجھ کر ایسے بعض کاموں سے شرماتا ہے اور دوسرے بعض کاموں سے شرم محسوس کرتا ہے۔ یہی حیا کا احساس ہے جو اس پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے' اور ایک بین علامت ہے جو اس کے اعتدال اخلاق اور دل کی صفائی پر دلالت کرتی ہے' بلکہ یوں سمجھنا چاہئے کہ بھلائی برائی کا احساس پیدا کرنے والا شعور قدرت کی طرف سے اس امر کی بشارت ہے کہ وہ بچہ بالغ ہو کر کامل عقل والا ہو گا۔ اس لئے حیادار بچہ کو ہرگز آزاد نہیں چھوڑنا چاہئے بلکہ اس کی حیا و تمیز سے مدد لیتے ہوئے اس کی خوب تربیت کرنی چاہئے۔

آداب طعام کا بیان :

سب سے پہلے جو بری خواہش بچہ پر غلبہ کرتی ہے وہ زیادہ کھانے کی حرص ہے' اس لئے اس کو کھانا کھانے کے آداب سکھانا نہایت ضروری ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ کھانا صرف داہنے ہاتھ سے کھائے' شروع میں بسم اللہ ضرور پڑھے' اپنے سامنے سے ہی کھائے' دوسروں سے پہلے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے' کھانے کی طرف دیکھنے ہی نہ لگ جائے اور نہ ہی کسی کھانے والے پر نظر جمائے' کھانے میں حد سے زیادہ جلدی بھی نہ کرے' اچھی طرح چبا کر کھائے' لگاتار لقمے منہ میں نہ ڈالے' سالن وغیرہ سے ہاتھ اور کپڑے خراب نہ کرے۔ بعض اوقات اسے خشک روٹی بھی کھلائی جائے تاکہ وہ سالن کو اس قدر ضروری نہ سمجھے کہ اس کے بغیر گزارہ ہی نہ کر سکے۔

اسی طرح اس کے سامنے زیادہ کھانے کی برائی بیان کی جائے' مثلاً اس طرح کہ زیادہ کھانے والوں کو جانوروں سے تشبیہ دی جائے' اس کے سامنے زیادہ کھانے والے بچوں کی مذمت اور کم کھانے والے تربیت یافتہ بچوں کی تعریف کی جائے' اسے کھانے میں ایثار کرنے یعنی اپنے ساتھیوں کی ضرورت کا خیال رکھنے کی طرف پوری توجہ دلائی جائے' کھانے کی کم پروا کرنے اور ہر قسم کے سادہ کھانے پر قناعت کرنے کا خوگر بنایا جائے۔

آداب لباس کا بیان :

اسی طرح رنگین کپڑوں اور ریشمی لباس کی بجائے اس کے دل میں سفید کپڑوں کی محبت و رغبت پیدا کی جائے اور اچھی طرح اس کے ذہن نشین کیا جائے کہ ایسے کپڑے پہننا عورتوں اور ہیجڑوں کا کام ہے' شریف مردوں کو اس سے نہایت نفرت ہے۔ ایسی باتیں اسے وقتاً فوقتاً عام طور پر کہی جایا کریں اور ماں باپ وغیرہ کا فرض ہے کہ جب کبھی کسی بچہ کو ریشمی یا رنگین کپڑا پہنے ہوئے دیکھے تو اس کے سامنے اس کی خوب مذمت کرے اور اس کے دل میں اس کی نفرت بٹھائے اور اسے ان تمام بچوں کے میل جول سے محفوظ رکھیں جو خوش حالی' آرام طلبی اور فاخرہ کپڑے پہننے کے عادی ہوں' اور ہر اس شخص کی صحبت سے بھی اسے محفوظ رکھیں جو اسے ایسی مرغوب چیزوں کی

باتیں سنائے۔ جو بچہ ابتدائی اٹھان کے وقت (ایسی باتوں میں) آزاد چھوڑا جاتا ہے وہ بڑا ہو کر عام طور پر بداخلاق' جھوٹا' چور' چغلخور' ضدی' بیہودہ گو' ہنسی مخول کرنے والا' مکار' فریبی اور بے وقوف ثابت ہوتا ہے۔ ان تمام خرابیوں سے محفوظ رکھنے کا واحد ذریعہ صرف عمدہ تعلیم و تربیت ہی ہے۔ اس کے بعد بچہ کو مکتب میں داخل کرنا چاہئے تاکہ وہ قرآن و حدیث پڑھے' اللہ کے نیک بندوں کے حالات اور سوانح و حکایات کا علم حاصل کرے تاکہ بچپن ہی سے اس کے دل میں نیک لوگوں کی محبت کی جڑ لگ جائے۔

شعر و شاعری :

اس کو عشقیہ اشعار اور عاشق مزاج شاعروں سے بھی محفوظ رکھیے اور وہ ایسے ادیبوں سے بھی الگ تھلگ رہے جو یہ سمجھتے ہوں کہ ایسی شعر گوئی زندہ دلی اور لطافت ہی کی علامت ہے' کیونکہ یہ بچوں کے دلوں میں فساد اور خرابی کا بیج بونے والی چیزیں ہیں۔

نیکی کی تحسین اور برائی سے روکنے کا طریقہ :

پھر جب کبھی بچہ سے کوئی عمدہ خصلت یا قابل تعریف فعل ظاہر ہو تو باپ کو چاہئے اسے شاباش کہے اور ایسا انعام دے جس سے وہ خوش ہو جائے اور لوگوں میں اس کی تعریف کرے' پھر اگر کبھی وہ اس کے خلاف کر بیٹھے تو مناسب ہے کہ ان سے بے خبری ظاہر کرے۔ نہ تو اس کی بے عزتی اور تذلیل کرے اور نہ ہی اس کی غلطی کو نمایاں کرے بلکہ اسے یہ بھی معلوم نہ ہونے دے کہ وہ اپنے سامنے اس کا ایسی جرات کرنا ممکن بھی سمجھتا ہے' خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ بچہ خود ہی اپنی غلطی کو ڈھانپنے اور چھپانے کی کوشش کرتا ہو۔ کیونکہ بسا اوقات کسی غلطی کا ظہار کرنا اس کے زیادہ بے باک ہو جانے کا باعث ہو جاتا ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ وہ اپنا عیب ظاہر ہونے کی بھی پروا نہیں کرتا۔ اگر ایسی عاقلانہ احتیاط کے باوجود وہ دوبارہ ویسی ہی حرکت کرے تو مناسب ہے کہ اسے تنہائی میں جھڑکا جائے اور اس فعل کی برائی اس پر خوب ظاہر کی جائے اور کہا جائے کہ خبردار! اس کے بعد ایسی بری حرکت ہرگز نہ کرنا' خدانخواستہ اگر تیری اس غلطی کا کسی کو پتہ چل گیا تو لوگوں میں رسوا اور بدنام ہو جائے گا (وغیرہ وغیرہ علیٰ ہذا القیاس)

زیادہ جھڑکنے کے نقصانات :

یہ بھی ملحوظ رہے کہ اسے زیادہ نہ جھڑکا جائے کیونکہ اس سے بچہ میں طعن و ملامت سننے کی عادت اور غلطیوں کا ارتکاب کرنے کی جرات بڑھتی جاتی ہے اور رفتہ رفتہ اس کے دل سے پند و نصیحت کی وقعت بھی جاتی رہتی ہے۔ اسی طرح باپ پر لازم ہے کہ اس سے بات چیت کرنے میں اپنے رعب اور ہیبت کو قائم رکھے اور صرف کبھی کبھی ہی جھڑکا کرے' اور ماں کو چاہئے کہ (کسی بات پر ضد کرنے کے موقع پر) اسے باپ سے ڈرائے اور بری باتوں سے سختی سے منع کرے۔

سونے کے آداب و لوازم :

دن کو سونے سے منع کرے' کیونکہ اس سے سستی پیدا ہوتی ہے۔ البتہ اسے رات کو سونے سے نہ روکا جائے' لیکن نرم بستر سے بہرحال روکا جائے تاکہ اس کے اعضا مضبوط ہوں اور بدن بھدا نہ ہونے پائے جس کی وجہ سے وہ آرام کے بغیر نہ رہ سکے' بلکہ اسے سخت بستر پر سونے' موٹے جھوٹے کپڑے پہننے اور سادہ خوراک کھانے کی عادت ڈالی جائے۔ جو کام وہ چھپا کر کرتا ہو اس سے روکا جائے' کیونکہ وہ اس کام کو برا سمجھنے کی وجہ سے تو چھپاتا ہے' اس لئے اگر اسے نظرانداز کیا گیا تو وہ اس برے کام کا عادی ہو جائے گا۔ اسی طرح دن کو چلنے پھرنے اور ورزش کرنے کی عادت بھی ڈالی جائے تاکہ وہ کاہل اور سست نہ ہو جائے۔ لیکن اس امر کی نہایت احتیاط رکھی جائے کہ وہ اپنا سر' پنڈلیاں' گھٹنے' رانیں وغیرہ ہرگز ننگی نہ کرے' نہ بہت جلدی چلے' نہ ہی اپنے ہاتھوں کو ڈھیلا ڈھلا رکھے' بلکہ انہیں اپنے سینے سے ملا کر چست رکھے۔

تکبر اور غرور کی ممانعت :

اپنے ساتھیوں کے سامنے ماں باپ کی ملکیت میں سے کسی چیز پر فخر کرنے' اپنے کھانے پینے کی چیزوں' کپڑوں' حتیٰ کہ تختی اور دوات تک پر اترانے سے بھی منع کیا جائے۔ اپنے ہر ساتھی سے انکساری اور تعظیم کی روش اختیار کرنے کو کہا جائے' پاکیزہ گفتگو کا عادی بنایا جائے اور اسے دوسرے بچوں سے کوئی چیز نہ لینے دی جائے۔ اگر کسی مالدار کا لڑکا ہو تو اسے یوں سمجھایا جائے کہ عزت اور سربلندی دینے میں ہے' لینے میں نہیں' بلکہ لینا تو کمینہ پن' ذلت اور فرومائیگی ہے۔ اگر غریب کا لڑکا ہو تو اسے سکھایا جائے کہ لالچ کرنا اور کسی سے کچھ لینا اپنی توہین اور رسوائی کا باعث ہے اور کتے کی سی خصلت ہے کہ وہ لقمہ کے انتظار اور لالچ میں دم ہلاتا رہتا ہے۔ اسی طرح بچہ کو سونے اور چاندی سے نفرت اور سانپوں اور بچھوؤں سے زیادہ ان کی محبت سے خوف دلاتا رہے' کیونکہ سونے چاندی کی محبت اور طمع بچوں بلکہ بڑوں کو بھی زہروں کی آفت سے زیادہ نقصان پہنچانے والی ہے۔

آداب مجلس و آداب کلام :

نیز اسے سکھایا جائے کہ مجلس میں نہ تھوکے' نہ ناک صاف کرے' نہ کسی کے سامنے جمائی لے' نہ کسی کی طرف پیٹھ کرے اور نہ پیر پر پیر رکھے۔ اسی طرح اپنی ہتھیلی کو ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر یا اپنے سر کو بازو کا سہارا دے کر بھی نہ بیٹھے' کیونکہ یہ سب کاہلی اور سستی کی علامتیں ہیں۔ غرضیکہ اسے بیٹھنے کا طریقہ بھی سکھایا جائے' زیادہ باتیں کرنے سے روکا جائے اور اچھی طرح ذہن نشین کرایا جائے کہ یہ سب بے شرمی کی باتیں ہیں اور ذلیل لوگوں کے بچوں کے کام ہیں۔ نیز سچی ہو یا جھوٹی ہر قسم کی قسم کھانے سے بالکل منع کر دیا جائے تاکہ اسے بچپن ہی سے قسم کھانے کی عادت نہ پڑ جائے۔ اسی طرح گفتگو میں پہل کرنے سے بھی روکا جائے اور اس امر کی عادت ڈالی جائے کہ صرف جواب دینے کے لئے بولا کرے اور وہ بھی صرف بقدر سوال۔ جب کوئی شخص اس سے باتیں کر رہا ہو تو اچھی طرح سنے اور اپنے سے بڑے کے لئے اٹھ کر جگہ کھلی کرے اور پھر ادب سے اس کے سامنے بیٹھ جائے۔ اسی طرح بچہ کو بیہودہ گوئی' فحش کلامی' لعن طعن' دشنام دہی' گالی گلوچ سے روکے اور ایسی باتیں کرنے والوں کے میل جول سے منع کرے' کیونکہ برے ساتھیوں کی بری باتیں بچے پر ضرور اثر ڈال کر رہتی ہیں۔ بچوں کی تربیت کا اصلی راز تو انہیں برے ساتھیوں سے محفوظ رکھنے ہی میں مضمر ہے۔

صبر و تحمل :

یہ بھی ضروری ہے کہ جب بچے کو استاد مارے تو نہ چیخے چلائے' نہ شور و شغب برپا کرے اور نہ ہی کسی کی سفارش کا سہارا ڈھونڈے بلکہ صبر و تحمل سے کام لے۔ یہ بات سمجھانے کے لئے بچے سے یوں کہا جائے کہ دیکھو صبر کرنا بہادر مردوں کا طریقہ ہے اور چیخنا چلانا' رونا پیٹنا تو ادنیٰ اور کمینہ لوگوں اور عورتوں کا کام ہے۔

ورزش کی اہمیت و فوائد :

نیز اسے پڑھنے کے بعد کسی عمدہ کھیل کی اجازت بھی ضرور دی جائے جس سے وہ مکتب کی تکان دور کر کے راحت حاصل کر سکے لیکن اتنا نہ کھیلنے دیا جائے کہ کھیلنے سے ہی تھک جائے' کیونکہ بچے کو کھیل کود سے کلیتاً روک کر صرف پڑھنے پڑھانے میں دبائے رکھنا اس کے دل کو مردہ' ذہانت کو باطل و ناکارہ اور اس کی زندگی کو مکدر کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ تعلیم سے بالکل ہی جان چھڑانے کیلئے حیلے اور بہانے تلاش کرنے لگ جاتا ہے۔

نہ تفریط بہتر نہ افراط اچھی
توسط کے درجے میں ہر بات اچھی

بزرگوں کی تعظیم کے آداب :

یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ بچے کو والدین' اساتذہ اور ہر شخص کی جو عمر میں اس سے بڑا ہو' رشتہ دار ہو یا نہ

ہو‘ سب کی فرمانبرداری کرنا سکھایا جائے اور یہ بھی بتایا جائے کہ وہ ان کی طرف عزت کی نگاہوں سے دیکھے اور ان کے سامنے کھیل کود کو ترک کردے۔ جب وہ سن بلوغ کو پہنچے تو اسے طہارت و پاکیزگی میں سستی نہ کرنے دی جائے اور نماز ترک کرنے پر چشم پوشی کا برتاؤ ہرگز نہ کیا جائے‘ نیز رمضان کے بعض دنوں میں اسے روزہ بھی رکھوایا جائے۔ دیباج و ریشم‘ سونا چاندی پہننے سے بالکل الگ رکھا جائے اور حسب مناسب شریعت اسلامیہ کے حدود و تعزیرات سمجھائے جائیں۔ چوری‘ حرام خوری‘ خیانت‘ بددیانتی‘ جھوٹ اور بے حیائی اور نوخیزی کے دوران میں بچوں کی طبیعت میں پیدا ہونے والی تمام بری باتوں سے خوب اچھی طرح ڈرایا جائے۔ جب کسی بچے کی بچپن سے ہی ایسی اٹھان ہوگی تو بلوغ کے قریب پہنچتے تک وہ ان امور کے اسرار و حقائق بخوبی سمجھ سکے گا۔

غذا کے متعلق عمدہ تخیل :

پھر اس دور میں اسے سمجھایا جائے کہ جس قدر بھی حلال غذائیں ہیں یہ بھی ایک طرح کی دوائیں ہی ہیں اور ان سے صرف یہ مقصود ہے کہ انسان انہیں کھا پی کر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کر سکے۔

دنیا کی بے ثباتی :

یہ بات بھی بخوبی ذہن نشین کرائی جائے کہ دنیا بذات خود ایک غیر مقصود اور بے اصل‘ بے بقا اور فنا ہو جانے والی چیز ہے۔ موت اس کی نعمتوں کا خاتمہ کر دیتی ہے اور یہ صرف ایک گزرگاہ ہے‘ سکون و قرار کا مقام نہیں لیکن عالم آخرت حقیقی امن و سکون کا مقام اور قرار و اطمینان کی جگہ ہے اور موت ہر وقت دنیا کی زندگی کو ختم کر دینے کی تاک میں لگی ہوئی ہے۔

عقلمند کون ہے؟ :

فی الحقیقت عقلمند وہ شخص ہے جو اس دنیائے فانی سے آخرت کے عالم باقی کے لئے زاد راہ اور نیکیوں کا سرمایہ فراہم کرے تاکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے قبولیت کا اونچا درجہ نصیب ہو اور جنتوں کی وسیع نعمتیں ملیں۔ اگر بچے کی ابتدائی ذہنی نشو و نما اچھی ہوئی ہوگی تو بالغ ہونے کے دوران میں یہ کلام اس کے لئے نہایت‘ موثر و خوش آئند اور دل میں گھر کرنے والا ثابت ہوگا۔ اس کے برعکس غلط طریقہ سے اس کی ذہنی نشو و نماء ہونے کی وجہ سے اس میں بیہودگی‘ بے حیائی‘ زیادہ کھانے کی خواہش‘ عمدہ لباس کی طمع‘ آرائش و زیبائش کی علت‘ ناز و انداز اور تکبر و غرور کی خصلت پیدا ہو چکی ہوگی تو اس کا دل اس حقیقت کے قبول کرنے سے اسی طرح انکار کر دے گا جس طرح خشک

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

تعارف کتب

نام کتاب	:	Perils of Privatization to National Security
مولف	:	ایئر کموڈور (ر) طارق مجید
شائع کردہ	:	اکنامک لبریشن آرگنائزیشن‘ پوسٹ بکس 852۔ لاہور

آئی ایم ایف (IMF) کا حکومت پر دباؤ ہے کہ بڑے بڑے پاکستانی بینک اور مالیاتی ادارے مارچ ۱۹۹۸ء تک نجی ملکیت میں دے دیئے جائیں اور دوسرے اہم یونٹ ۱۹۹۸ء کے اختتام تک فروخت ہو جانے چاہئیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک دم اتنی جلدی کیوں پڑ گئی ہے کہ کسی کو سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہیں مل رہا‘ اور اگر یہ ملکی معیشت کے لئے ایسا ہی ناگزیر اور کارآمد نسخہ تھا تو اس پر عمل کرنے کے لئے معیشت کے آخری حد تک بگڑنے کا انتظار کیوں کیا گیا۔

اکنامک لبریشن آرگنائزیشن‘ جی پی او بکس 852‘ لاہور نے حال ہی میں کموڈور (ر) طارق مجید کا ایک کتابچہ Perils of Privatization to National Security شائع کیا ہے جس میں اسی راز سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس ضمن میں پہلی بات جو سامنے آئی وہ یہ ہے کہ حبیب کریڈٹ اینڈ ایکسچینج بینک کی حالیہ فروخت سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ملک کا نجی شعبہ اس وقت نقدی کی کمی Liquidity Crunch سے دوچار ہے اور مقابلے میں آنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ لہٰذا بیرونی سرمایہ داروں کے لئے میدان کھلا ہے کہ وہ جس طرح چاہیں ہمیں لوٹ کر لے جائیں۔ گویا پاکستان صرف اپنے آپ اس حال کو نہیں پہنچا‘ اس میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی ”کوششوں“ کا بھی خاصا عمل دخل ہے۔ دوسری بات جو بڑے زور شور سے مگر غالباً پہلی دفعہ سامنے لائی گئی ہے یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں بنیادی کرنسی ڈالر ہے اور جو بھی سرمایہ ہے وہ ڈالر میں ہے لیکن جنوری ۱۹۹۹ء کی ”یورو“ کرنسی جو یورپی برادری لا رہی ہے کے آنے پر ڈالر کی موجودہ حیثیت برقرار نہیں رہے گی اس لئے ڈالر کو اثاثوں میں تبدیل کرنے کی جلدی مچی ہے۔

نجی کاری کی پالیسی کو اس لئے بھی تباہ کن قرار دیا گیا ہے کہ حکومت اپنے تمام اثاثے بیچ کر بھی مکمل طور پر بیرونی قرضوں سے نجات حاصل نہیں کر سکتی اور خالی ہاتھ ہو کر اپنے ہی عوام کا مزید خون نچوڑنے کی کوشش کرے گی تو وہاں سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوگا جس سے حالات کی سنگینی میں اضافہ ہوگا۔

کتابچے میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بے نظیر حکومت نے بیرونی کمپنیوں کے ساتھ بجلی کے جو معاہدے کئے تھے جن کی وجہ سے واپڈا کا جنازہ نکل رہا ہے‘ موجودہ حکومت بین الاقوامی تجارتی معاہدوں کے اصول کے تحت UNIDRIOT کے آرٹیکل 3.10 کی رو سے ان معاہدوں پر نظرثانی کا حق رکھتی ہے اور حکومت کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ ہمارے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔

انہی دنوں بعض حلقوں کی طرف سے اس بات پر انتہائی حیرت کا اظہار کیا گیا ہے کہ پاکستان میں حال ہی میں گیس کے وسیع ذخائر دریافت ہونے پر غیر ملکی کمپنیوں کے حصص تو بڑی تیزی سے بڑھے ہیں لیکن پاکستانی روپے کی حالت جوں کی توں زوال سے دوچار ہے۔ بہرحال جتنے منہ اتنی باتیں‘ پاکستانی عوام تو اب ایسی ڈگر پر پڑ چکے ہیں کہ انہیں چارہ ملتا رہے‘ اس سے غرض نہیں کہ اصل مالک کون ہے۔ اس کے باوجود ۷۰ صفحات کے اس کتابچے میں جس کی قیمت۔/200 ہے‘ لوگوں کو جگانے کے لئے خاصا مواد فراہم کیا گیا ہے۔

ضروری اطلاع

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی ملک سے غیر موجودگی کے دوران ناظم نشر و اشاعت‘ حافظ عاکف سعید مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں خطاب جمعہ کا فریضہ ادا کریں گے۔

میاں نواز شریف نہ جانے کیوں صوبہ سرحد کے قوم پرستوں کے ہاتھوں بلیک میل ہو رہے ہیں

کیا نواز شریف اقتصادی مسائل کے بھنور میں پھنسی کشتی کو خوشحالی کے کنارے لگانے میں کامیاب ہو جائیں گے؟

ہائیڈل پاور پراجیکٹس کی بجائے تھرمل بجلی گھروں کی منصوبہ سازی کرنے والوں کی عقل کا ماتم ہی کیا جانا چاہئے!

مرزا ایوب بیگ، لاہور

چند روز پہلے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے ایک ایسا بیان دیا ہے جو یقیناً ورلڈ گنیز بک میں جگہ پانے کا استحقاق رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر بجلی کی چوری نہ روکی گئی تو بجلی کے نرخوں میں اضافہ ناگزیر ہو جائے گا اور اگر ایسا کرنا پڑا تو پھر میں ذمہ دار نہیں ہوں گا۔ درحقیقت بجلی کے نرخوں میں اضافہ کے بارے میں جب پہلی مرتبہ اخباروں کے صفحہ اول پر یہ خبر شائع کروائی گئی تھی کہ بجلی کے نرخوں میں اضافہ کی تجویز جناب وزیراعظم نے مسترد کر دی ہے تو جو لوگ میاں نواز شریف کے انداز حکومت کو اب اچھی طرح جان چکے ہیں ان کا ماتھا اسی روز ٹھنکا تھا کہ عوام پر بجلی گرانے کے لئے ان کی ذہنی تیاری کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ I.M.F کے وفد کی پاکستان تشریف آوری سے پہلے گزشتہ دو ہفتوں میں وزیراعظم کو یہ تجویز تین چار مرتبہ پیش کی گئی اور انہوں نے اپنے بھاری عوامی مینڈیٹ کے صدقے ہر بار اسے مسترد کر دیا' حتیٰ کہ I.M.F کی طرف سے قسط جاری ہونے کا وقت قریب آ پہنچا۔ لہٰذا بجلی کی چوری نہ رک سکنے کی وجہ سے ایک غیر سرکاری اطلاع کے مطابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف بجلی کے موجودہ نرخوں میں 11.4 فیصد اضافے پر بادل نخواستہ رضامند ہو گئے ہیں۔ میاں صاحب نے بجا طور پر فرمایا ہے کہ بجلی استعمال کرنے والے (پاکستانی عوام) کیونکہ چوری سے باز نہیں آتے لہٰذا بجلی کی مہنگائی کے ذمہ دار وہ نہیں بلکہ خود استعمال کنندگان ہیں۔ میاں صاحب کے اس بیان پر ہمیں ان کے سیاسی مرشد جنرل ضیاء الحق مرحوم کا وہ ریفرنڈم یاد آ گیا جس میں کئے گئے سوال کا متن حرف بحرف تو راقم کو یاد نہیں لیکن مفہوم کچھ یوں تھا "کیا آپ پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ چاہتے ہیں' اگر ایسا ہے تو جنرل ضیاء الحق مزید پانچ سال کے لئے پاکستان کے صدر منتخب ہو جائیں گے"۔

پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن اور سابقہ وزیراعظم بے نظیر بھٹو اپنے دور حکومت کے آخری دنوں میں جب عوامی رابطے کے لئے نکلتی تھیں تو عوام بجلی کے بل ساتھ لے آتے تھے اور تالیوں اور نعروں کی بجائے بجلی کے بل لہرا لہرا کر وزیراعظم کا استقبال کرتے تھے۔ درحقیقت آج کے دور میں زراعت اور صنعت دونوں کا پہیہ بجلی کے کرنٹ سے گھومتا ہے' لہٰذا اگر بجلی مہنگی ہو گئی تو صارفین کو صرف بجلی کا زائد بل ہی ادا نہیں کرنا پڑے گا بلکہ ضرورت زندگی کی ہر شے مہنگی ہو جائے گی۔ آج گندم کی بجائی بھی بجلی کی محتاج ہے اور پسائی بھی' اسی طرح دالیں' چاول اور کپڑا سب کچھ مہنگا ہو جائے گا۔ پھر جب لاگت میں اضافہ ہو گا تو زیادہ سرمایہ کاری کی ضرورت ہو گی جس سے نفع کی شرح میں اضافہ' روکا نہیں جا سکے گا۔ یہ حقیقت ہے کہ کسی نہ کسی درجہ میں ہماری ہر حکومت I.M.F کے

تجزیہ

احکامات کی تابع رہی ہے لیکن موجودہ حکومت کو جو تاریخی مینڈیٹ ملا تھا اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ میاں نواز شریف اقتصادی مسائل کے نجات دہندہ بن کر سامنے آئے تھے۔ انہوں نے کرپشن' ہوشربا گرانی اور قرضوں کے ناروا بوجھ کا ذمہ دار بے نظیر حکومت کو قرار دیا اور برسراقتدار آتے ہی کرپشن کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے اور کشکول توڑ کر عوام کو مہنگائی کے عذاب سے نجات دلانے کا زوردار وعدہ کیا تھا۔

اگرچہ ہر باشعور شہری جانتا ہے کہ وطن عزیز کے سیاستدان انتخابی مہموں کے دوران بلاسوچے سمجھے عوام سے ایسے وعدے کر لیتے ہیں جن کا ایفاء کرنا نہ تو پیش نظر ہوتا ہے اور نہ ہی بعض اوقات ایسا کرنا ان کے بس میں ہوتا ہے۔ وہ اسمبلی کی سیٹ حاصل کرنے کے لئے زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں لیکن پھر بھی نواز شریف عوام میں یہ تاثر قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ وہ ایک کامیاب صنعت کار اور تاجر ہونے کی حیثیت سے اپنے تجربے اور اہلیت کی بنیاد پر اس ملک اور اس کی عوام کی اقتصادی مسائل کے بھنور میں پھنسی ہوئی کشتی کو خوشحالی کے کنارے لگانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ نواز حکومت کی اقتصادی پالیسیاں اور ان کے ملکی معیشت پر منفی اور مثبت اثرات پر تو راقم اپنے خیالات کا اظہار ان شاء اللہ اگلے ہفتے حکومت کا ایک سال مکمل ہونے پر اس پر تفصیلی تبصرے میں کرے گا' اس وقت صرف بجلی کے نرخوں میں متوقع اضافے اور اس کے دوسری اشیاء پر پڑنے والے اثرات کے حوالہ سے صرف یہ عرض کرنا مقصود تھا کہ نواز شریف نے بے نظیر حکومت کے تھرمل پاور پراجیکٹ اور اس سلسلے میں غیر ملکی کمپنیوں سے ہونے والے معاہدوں کی شدید مخالفت کی تھی اور بالکل درست کی تھی۔ لیکن حکومت میں آنے کے بعد ان معاہدوں کو نہ صرف یہ کہ منسوخ نہیں کیا گیا بلکہ بعض اطلاعات کے مطابق موجودہ حکومت بھی اس نوع کے مزید معاہدے کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہے۔

پاکستان کے جغرافیہ پر اگر سرسری نگاہ ڈالی جائے تو ایسے ملک میں ہائیڈرل پاور پراجیکٹس کی بجائے اگر تھرمل بجلی گھروں کے ذریعے بجلی پیدا کرنے کے منصوبے بنائے جائیں گے تو ایسے "منصوبہ سازوں" کی عقل کا ماتم کرنے کے سوا کیا چارہ ہے۔ سرزمین پاکستان پر خصوصاً شمال مغرب کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل سے ایسا پہاڑی سلسلہ قائم کیا ہے کہ ڈیم تعمیر کرنے میں بڑی سہولت حاصل ہے۔ موجودہ حکومت کی طرف سے ایسے انتخابی پوسٹرز راقم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے جن میں ایک طرف کالاباغ ڈیم کی تعمیر دکھائی گئی ہے اور دوسری طرف لہلہاتے اور سرسبز و شاداب کھیت' مزید براں کالاباغ ڈیم کو پاکستان کی ترقی کے لئے ریڑھ کی ہڈی قرار دیا گیا تھا۔ وہ کالاباغ ڈیم جس کی تعمیر کا منصوبہ ایوب خاں کے دور کے آخری حصہ میں سامنے آیا تھا اور اس وقت اس کی تعمیر کا جو تخمینہ تھا اس سے زیادہ رقم اب تک فیزیبلٹی رپورٹ (FeasibilityReport) مختلف ملکی اور

غیر ملکی وفود کے دوروں اور اس میں نت نئی ترامیم پر خرچ ہو چکی ہے لیکن کالاباغ ڈیم ابھی صرف سرکاری فائلوں میں گردش کر رہا ہے۔ بے نظیر اگر کالاباغ ڈیم کی تعمیر سے گریزاں تھیں تو اس کی وجہ سمجھ آتی تھی اس لئے کہ سندھ بھی کالاباغ ڈیم کی تعمیر کو صوبے کے لئے نقصان دہ سمجھتا تھا اور بے نظیر اپنے سیاسی مفادات پر قومی مفادات کو ترجیح نہ دے سکیں۔ میاں نواز شریف تو پنجاب کے فرزند ہیں۔ اس ڈیم کے تعمیر نہ ہونے سے پنجاب کی زمینوں کا مستقبل انتہائی تاریک دکھائی دے رہا ہے جو ملکی معیشت پر خوفناک اثرات مرتب کرے گا۔ میاں نواز شریف نہ جانے کیوں سرحد کے ایک قوم پرست خاندان کے ہاتھوں بلیک میل ہو رہے ہیں۔ یہ خاندان خود کو سرحد کے نمائندے کی حیثیت سے پیش کرتا ہے حالانکہ قیام پاکستان کے موقعہ پر ہونے والے ریفرنڈم نے اس خاندان کی مقبولیت کی قلعی کھول دی تھی۔ بعد ازاں افغانستان میں روس کی قائم کردہ کٹھ پتلی حکومتوں کے ذریعے پاکستان کی حکومتوں کو بلیک میل کرتے رہے لیکن روس کی شکست وریخت کے بعد یہ خاندان سیاسی لحاظ سے آخری ہچکیاں لے رہا تھا کہ میاں نواز شریف نے انہیں لائف سیونگ انجکشن لگا کر ایک بار پھر زندہ کر دیا۔ اگر میاں نواز شریف کی کوششوں سے یہ خاندان قومی دھارے میں شامل ہو جاتا اور کالاباغ ڈیم جیسے قومی بہبود کے منصوبوں میں تعاون کرتا تو ہر پاکستانی اس خاندان کو اپنی آنکھوں پر بٹھاتا۔ لیکن ولی خان تو شروع ہی سے کہتے آ رہے ہیں کہ اے این پی مسلم لیگ تعاون اس لئے ہوا ہے کہ مسلم لیگیوں نے ہمارے موقف کو تسلیم کر لیا ہے اور ہم اپنے موقف سے انچ بھر نہیں ہٹے۔ آج حالات جس نہج پر جا رہے ہیں ولی خان کا یہ کہنا درست معلوم ہوتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ موجودہ حکومت نے محض چند سیٹوں اور ارتکاز قوت کی خواہش کی بنا پر آئین میں ترامیم کے لئے قومی مفادات کو پس پشت ڈالتے ہوئے اپنے ان حلیفوں کی خاطر کالاباغ ڈیم کی تعمیر کی طرف کوئی پیش رفت نہ کی بلکہ ان کے ڈر سے بجٹ میں اس کے لئے کوئی فنڈز نہ رکھ کر انہیں بالواسطہ طور پر کالاباغ ڈیم تعمیر نہ کرنے کی یقین دہانی بھی کرا دی ہے۔ ہم وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف سے دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ اب جب کہ مسئلہ پختونخواہ پر آپ کی جان اس خاندان سے چھوٹ ہی رہی ہے تو کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا بھی فوری طور اعلان کر کے اس کے لئے فوری طور پر عملی اقدامات کریں۔ تنظیم اسلامی تو اپنے موقف کا بھی اعلان عام کر چکی ہے کہ اسے سرحد کا نام پختونخواہ رکھ دینے پر کوئی اعتراض نہیں اور یہ طے کر لینے میں بھی کوئی حرج نہیں کہ حکومت صوبہ سرحد کا نام پختونخواہ رکھ دے اور اے این پی کالاباغ ڈیم کی مخالفت ترک کر دے۔ کام اگر خلوص نیت سے کیا جائے تو اب بھی سب کچھ ممکن ہے۔ بہر حال میاں صاحب اگر آپ کے ولی محترم' ولی خان صاحب ناراض ہونے پر ہی ادھار کھائے بیٹھے ہیں تو اک گناہ اور سہی کے انداز میں کالا باغ ڈیم کی تعمیر بھی شروع کرا دیں اس لئے کہ غلام مصطفیٰ کھر کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ کالاباغ ڈیم اگر نہ بن سکا تو بھارت کو ہمیں تباہ کرنے کے لئے بم ضائع نہیں کرنے پڑیں گے۔ آبادی میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا' زمینیں بنجر ہو جائیں گی پھر کیا ہو گا کچھ کہتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ پہلے ہی مہنگائی نے انسانی زندگیوں کو ارزاں کر دیا ہے۔ اخبارات ایسی اندوہناک خبروں سے بھرے پڑے ہیں کہ کہیں باپ بچوں کے فاقے برداشت نہ کرتے ہوئے پنکھے سے جھول جاتا ہے یا ریل گاڑی سے ٹکرا کر کفن اور دفن کے اخراجات سے بھی بچ جاتا ہے یا کوئی ماں مٹی کا تیل اپنے جسم پر چھڑک کر فاقہ مست بچوں کے سامنے جل کر خاکستر ہو جاتی ہے۔

بقیہ : گوشہ خواتین

دیوار سوکھی مٹی کو قبول کرنے سے انکار کر دیتی ہے۔

بچے کی فطرت اور والدین کا فرض :

غرضیکہ یہی ابتدائی امور ہیں جن کا پوری طرح خیال رکھنا چاہئے' کیونکہ بچے کا جوہر قلب ایسا ہی پیدا کیا گیا ہے کہ خیر و شر اور نیک و بد دونوں کا اثر لے سکتا ہے' اور یہ ماں باپ کا کام ہے کہ اسے نیکی و بدی کے پہلوؤں میں سے کسی ایک پہلو کی طرف مائل کر دیں۔ حضرت رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں :

"کہ ہر بچہ صحیح فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے والدین اسے یہودی' نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں"۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے

عہد کرتا ہوں

کہ آج سے —— اللہ تعالیٰ کے فرمان مبارک

﴿ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾

کے مطابق

اپنی جملہ صلاحیتوں اور قوتوں' اور

ممکنہ حد تک بیش از بیش اوقات کو

پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام

کے لئے "وقف" رکھوں گا!

اللہ تعالیٰ مجھے اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے' آمین!

یہ عہد ڈاکٹر اسرار احمد نے جامع القرآن' قرآن اکیڈمی' خیابان راحت' درخشاں' ڈیفنس فیز VI' کراچی میں جمعۃ الوداع کے اجتماع میں جملہ شرکاء جمعہ سے لیا۔

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

رفقاء کوئٹہ کا ایک روزہ پروگرام

کوئٹہ میں ایک روزہ پروگرام ہفتہ ۲۷ دسمبر کو تنظیم کے ساتھی جناب اقتدار احمد کے گھر منعقد ہوا' جس میں پندرہ ساتھی اور چار احباب شریک ہوئے۔ پروگرام کے آغاز میں معتمد تنظیم جناب عمر دراز نے نظام العمل کے خاص خاص حصے پڑھ کر سنائے۔ یہ پروگرام عشاء تک جاری رہا۔ عشاء کے بعد ساتھیوں کا تعارفی پروگرام ہوا۔ سونے سے قبل مراقبہ کے لئے ہدایات دی گئیں۔ اگلے روز فجر کی نماز کے بعد قرآن مجید کے حقوق کے حوالے سے سوال و جواب کی نشست منعقد ہوئی۔ ناشتہ کے بعد رفقاء کو نماز جنازہ یاد کروائی گئی۔ قاری شاہد اسلام بٹ نے "ماہ صیام اور قیام کی اہمیت" کے موضوع پر درس دیا۔ بعد ازاں حضورؐ کا تعزیت نامہ پڑھ کر سنایا گیا۔ مشاورت ۸۲ء کے حوالے سے پردے کی ہدایات پر مبنی سرکلر اور رنج و غم کے موقع پر مسلمان کی ذمہ داریوں کے حوالے سے گفتگو ہوئی۔ آخر میں تنظیم اسلامی کی دعوت پیش کی گئی۔ اس پروگرام کی کامیابی میں عمر دراز کی کوششوں کو خصوصی دخل حاصل ہے۔ ساتھیوں کی تذکیر کے لئے مختلف قسم کے نادر واقعات مثلاً حضورؐ کا تعزیت نامہ' ایک ساتھی کا اپنی بچی کے نکاح کے موقع پر شائع کردہ کارڈ' جس میں نکاح کے انعقاد "فی المساجد" کی ترغیب و تشویق دلائی گئی ہے اور پردے کے احکامات وغیرہ پڑھ کر سنائے گئے۔ (رپورٹ : ملک تنویر اعجاز' کوئٹہ)

فیصل آباد میں دورۂ ترجمہ قرآن کا بابرکت پروگرام

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے برعظیم پاک و ہند میں رجوع الی القرآن کی جو تحریک برپا کی ہے اس کے ذریعے جہاں عوامی دروس قرآن کو نہ صرف ملک عزیز میں عام کیا ہے وہاں امریکہ جیسے دور دراز خطہ ارضی میں بھی دروس قرآن کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ امریکہ کی فضاؤں میں پلنے اور بڑھنے والے نوجوان باسط بلال کوشل قرآن کالج لاہور کی دینی تعلیم سے فارغ التحصیل ہو کر امریکہ میں قرآن کے انقلابی پیغام کو عام کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ اور ان کے شاگرد رشید ڈاکٹر عبدالسمیع بھی گاہے بگاہے امریکہ جا کر درس و تدریس کی مجالس منعقد کرتے رہتے ہیں۔ ماہ رمضان چونکہ نزول قرآن کا مہینہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے گویا اسے قرآن حکیم کے "سالانہ جشن" کا مہینہ بنا دیا ہے۔ اس ماہ مبارک میں قرآن حکیم کو زیادہ سے زیادہ پڑھا اور سنا جاتا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے رمضان المبارک میں قیام اللیل کا بہترین طریقہ کار متعارف کرایا ہے۔ نماز تراویح کی چار رکعت میں قرآن حکیم کا جو حصہ پڑھا جاتا ہے وہ اس کا ترجمہ اور مختصر تشریح کرتے ہیں۔ اس طرح یہ پروگرام آدھی رات کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ رجوع الی القرآن کی اس تحریک سے منسلک رفقاء اس نہج پر پاکستان اور بیرون پاکستان دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام منعقد کرتے ہیں۔

فیصل آباد میں ۱۹۹۲ء سے ڈاکٹر عبدالسمیع دورۂ ترجمہ قرآن کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ گزشتہ تین برسوں سے جناب رشید عمر امیر حلقہ تنظیم اسلامی پنجاب غربی بھی اس مشن میں شامل ہو گئے ہیں۔ انجمن خدام القرآن فیصل آباد کی مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق دفتر انجمن صادق مارکیٹ ریلوے روڈ میں ڈاکٹر عبدالسمیع جبکہ اتفاق مسجد مدینہ ٹاؤن میں رفیق تنظیم اسلامی کفیل احمد ہاشمی خطابت جمعہ کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ رشید عمر صاحب نے دورۂ ترجمہ قرآن کے فرائض کی ادائیگی کی۔ مدینہ ٹاؤن کے احباب پہلی بار دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام سے متعارف ہوئے۔ نقیب اسرہ شہر فیصل آباد حافظ محمد ارشد نماز تراویح میں پیش امام تھے۔ پانچ پارے سنانے کے بعد ایک دن حادثہ کا شکار ہو گئے اور مزید یہ فرض ادا کرنے سے معذور ہو گئے۔ بقیہ نماز تراویح کے لئے حافظ محمد شعیب نے فریضہ سرانجام دیا۔ وہ ستیانہ روڈ پر واقع ایک مسجد میں نماز تراویح پڑھا کر دفتر انجمن پہنچتے اور پھر ہمیں نماز تراویح پڑھاتے۔ اس طرح انہیں ایک ہی رات میں دو مقام پر نماز تراویح پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کے "دورۂ ترجمہ قرآن" کا معیار گزشتہ برسوں کی نسبت کہیں بہتر رہا۔ موصوف نے اس مرتبہ دورۂ ترجمہ قرآن کے دوران سوالات و جوابات بھی کئے جس سے شرکاء کی توجہ ترجمہ میں بھرپور طریقے سے قائم رہی۔ انجمن خدام القرآن نماز تراویح کے دوران وقفہ میں شرکاء کے لئے خورد و نوش کا اہتمام کرتی رہی ہے۔ لیکن اس کے لئے انجمن کے فنڈز کبھی استعمال نہیں کئے گئے ہر مرتبہ احباب میں سے کسی ایک دوست کو ہی کارِ خیر کی سعادت سونپ دی جاتی۔ اس مرتبہ یہ اعزاز خواجہ محمد امجد صاحب نے حاصل کیا۔ (رپورٹ : میاں محمد اسلم)

تنظیم اسلامی اسرہ ایبٹ آباد کی دعوتی سرگرمیاں

اسرہ ایبٹ آباد کے رفقاء نے ماہ رمضان المبارک میں دورۂ ترجمہ قرآن بذریعہ ویڈیو کا اہتمام کیا۔ رفیق تنظیم جناب سعید احمد کے گھر رات بارہ بجے تک دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام ہوا' جس میں راقم' اعجاز احمد' طاہر عرفان' اور سعید صاحب نے باقاعدگی سے شرکت کی۔ علاوہ ازیں پروگرام میں پانچ احباب بھی شریک رہے۔ دوسرا پروگرام حاجی ثناء اللہ صاحب کے گھر سرسید کالونی میں خواتین کے لئے ہوا۔ تیسرا پروگرام برائے خواتین عرفان طاہر کی رہائش گاہ پر صبح دس تا بارہ بجے دن ہوا۔ چوتھا پروگرام عبدالجلیل صاحب کی رہائش گاہ واقع ملک پورہ میں ہوا جس میں پندرہ سے بیس افراد نے شرکت کی

صوبہ سرحد سے مولانا غلام اللہ حقانی کا اہم مکتوب

۳۰/جنوری ۹۸ء کو احقر نے تحریک نفاذ شریعت کے امیر صوفی محمد صاحب سے تفصیلی ملاقات کی۔ ملاقات کا یہ پروگرام تحریک نفاذ شریعت کے اہم رکن جناب حاجی گل عظیم صاحب نے تشکیل دیا تھا۔ حاجی گل عظیم صاحب سے اکثر و بیشتر دعوتی نوعیت کی ملاقاتیں ہوتی رہی ہیں۔ چنانچہ عید سے پہلے طے ہوا کہ ہم صوفی صاحب سے تفصیلی ملاقات کریں گے۔ حسب وعدہ ہم حاجی گل عظیم صاحب کے ہمراہ صوفی صاحب کے گاؤں "میلان" کے لئے عازم سفر ہوئے۔ تعارف تو پہلے سے تھا لیکن اپنے مدعا کو بیان کرنے کے لئے تفصیلی تعارف بھی ضروری تھا۔ حاجی صاحب نے بھی آنے کا سبب بیان کیا۔ تعارف اور ابتدائیہ کے بعد براہ راست گفتگو شروع ہوئی۔ چونکہ صوفی صاحب تنظیم اسلامی اور امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد سے کافی واقفیت رکھتے ہیں' اس لئے اپنا جو انتہائی مقصد تھا اس پر بات کی۔ صوفی صاحب کے ساتھ ملاقات میں اس قسم کی باتیں کرنا اور بھی مشکل ہو جاتا ہے' جبکہ اس کے پاس ان کے شوریٰ کے ارکان یا مختلف علاقوں کے تنظیموں کے امراء بھی جمع ہوں۔ اس موقع پر عید کی مبارکبادی کے لئے مختلف امراء علماء اور دانشور حضرات بھی آئے ہوئے تھے۔ بہرحال میں نے بسم اللہ کر کے پہلے تحریک نفاذ شریعت کی خامیوں کا تذکرہ کیا۔ جس کے ساتھ صوفی صاحب نے مکمل اتفاق کیا۔ ان خامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ تحریک نفاذ شریعت میں نظم کا فقدان ۲۔ تحریک کے مقررین کی ہٹ دھرمی۔ ۳۔ مقررین کے بیانات میں تضاد کا پایا جانا۔ ۴۔ مخصوص مذہبی خول سے باہر نہ نکل آنا۔ (جس کی صوفی صاحب نے وضاحت طلب کی اور احقر نے اسے الحمدللہ واضح کر دیا) ۵۔ شوریٰ کے ارکان کی غیر ضروری تعداد ۶۔ تنظیمی لٹریچر کا نہ ہونا۔ ۷۔ مالاکنڈ ڈویژن محدودیت ۸۔ اہم مسائل کو نظرانداز کر کے غیر اہم مسائل پر زور دینا۔ ۹۔ شریعت کے نفاذ میں جذباتی ہونا۔ ۱۰۔ صرف عدالتی نظام کو بدلنے کی بات کر کے تحریک کے کردار کو محدود کرنا۔

صوفی صاحب نے ان خامیوں کے ازالے کا طریقہ کار پوچھا تو راقم نے تنظیم اسلامی کا موقف اس کے نظم کے حوالے سے کافی وضاحت سے پیش کیا۔ صوفی صاحب نے امیر تنظیم اسلامی کے موقف کو درست تسلیم کرتے ہوئے جلد از جلد رابطہ کرنے کا وعدہ کیا۔ اس غرض کے لئے انہوں نے راقم سے فون نمبر اور گھر کا ایڈریس بھی حاصل کیا۔ یہ ملاقات تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔ اس ملاقات کا تمام تر سہرا حاجی گل عظیم صاحب کو جاتا ہے' جو علاقہ بٹ خیلہ کے معروف سماجی کارکن ہے۔ حاجی صاحب تحریک نے نفاذ شریعت میں گراں قدر مالی اور جانی قربانیاں بھی دی ہیں۔ ملاقات کے موقع پر بٹ خیلہ کے بڑے تاجر جناب محمد جبار صاحب بھی ساتھ تھے۔ دونوں احباب انتہائی مخلص ہیں

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۷، شمارہ ۷
سالانہ زر تعاون ۔ /۱۲۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۳-۵۸۶۹۵۰۱

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

مسلم امہ ۔ خبروں کے آئینے میں (انتخاب: مرزا ندیم بیگ)

امریکی جیلوں میں ہر سال ۸۵۰۰ قیدیوں کا قبول اسلام

اس وقت امریکہ میں وفاقی اور ریاستی سطح پر علیحدہ علیحدہ جیلیں ہیں صرف نیویارک شہر میں ۲۷ جیلیں ہیں جن میں قید کاٹنے والوں میں زیادہ تعداد سیاہ فام امریکیوں کی ہے۔ ان سیاہ فام نوجوانوں کی زیادہ تعداد میں جیلوں میں آنے کی وجہ تعلیم کے بعد بے روزگار رہنا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق اس وقت امریکہ کی ۴۰۰۷ جیلوں میں ۴۴ لاکھ افراد قید ہیں اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ہر سال ۸۵۰۰ قیدی حلقہ بگوش اسلام ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ وہاں پر مسلمانوں کی لاتعداد تنظیموں کی کاوش ہے جو جیلوں میں جا کر قیدیوں کو اسلام کے آفاقی پیغام سے متعارف کرواتے ہیں۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ چند سال قبل امریکہ کی سپریم کورٹ نے تین بار اسلام قبول کرنے والے مسلمانوں پر ریسرچ کروائی تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ مسلمان ہونے والے ۹۵ فیصد نیگرو جیل سے باہر آ کر دوبارہ جرم کی دنیا میں قدم نہیں رکھتے جبکہ امریکہ میں قید سے رہائی پانے والوں میں جرائم کی شرح ۸۵ فیصد ہے۔

ملعون رشدی کے خلاف فتویٰ واپس نہیں لیں گے

ایران کی حکومت نے ایک مرتبہ پھر اعلان کیا ہے کہ ملعون سلمان رشدی کے خلاف قتل کا فتویٰ کسی بھی صورت میں واپس نہیں لیا جا سکتا اور یہ فتویٰ ہمیشہ تاریخ کا حصہ رہے گا۔ ایرانی وزارت خارجہ کے ترجمان نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ برطانوی وزیر خارجہ رابن کک کی یہ اپیل کہ ملعون سلمان رشدی کے خلاف قتل کا فتویٰ واپس لیا جائے محض ان کی اسلامی فقہ کے اصولوں سے ناواقفیت کی بنا پر ہے اور ملعون سلمان رشدی کے خیالات صرف ایران کا ہی نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کا مسئلہ ہے لہٰذا یہ کسی طور پر بھی ممکن نہیں کہ ہم یہ تاریخی فتویٰ واپس لے لیں۔

امریکہ عراق پر حملے سے باز رہے، مسلم ممالک

عراق پر حملہ کرنے کے لئے امریکی دھمکیوں کی سوائے چند ایک کے تمام مسلم ممالک مذمت کر رہے ہیں۔ اسلامی کانفرنس تنظیم کے جنرل سیکرٹری جنرل عزالدین اور عرب لیگ کے جنرل سیکرٹری عصمت عبدالمجید کے باہمی ملاقات کے دوران عراقی بحران پر غور ہوا۔ انہوں نے اپنے ایک مشترکہ بیان کے ذریعے امریکہ کو انتباہ کیا ہے کہ وہ عراق پر حملہ نہ کرے۔ سعودی عرب کے وزیر دفاع شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز نے کہا ہے کہ عراق پر فوجی حملے کی بجائے سفارتی ذرائع سے حل تلاش کیا جائے۔ ایران کے صدر محمد خاتمی نے کہا ہے کہ عراق پر امریکی حملہ کی صورت میں علاقائی امن تباہ ہو جائے گا۔ ترک حکومت نے کہا کہ فوجی حملے سے عراقی عوام پر تباہ کن اثرات مرتب ہونگے لہٰذا اس مسئلہ کا پرامن حل تلاش کیا جائے۔

امریکہ نے افغانستان کو تقسیم کرنے کا منصوبہ بنا لیا

امریکہ افغانستان کو نسلی بنیاد پر تقسیم کرنے کی سازش کر رہا ہے اور اس تقسیم کے لئے امریکہ نے ایک چار نکاتی منصوبہ بنایا ہے جس کے مطابق اندرون اور بیرون افغانستان ایک وسیع البنیاد حکومت بنائی جائے گی جس میں ظاہر شاہ بھی شامل ہوں گے۔ ایک لوئی جرگہ تشکیل دیا جائے گا جس میں تمام علاقوں اور نسلوں کے نمائندے شامل ہوں گے۔ ان خیالات کا اظہار افغانستان کے سابق وزیر اعظم اور حزب اسلامی کے سربراہ گلبدین حکمت یار نے ایک عربی روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے کیا۔

بی جے پی ریلی میں دھماکے، ۵۰۰ مسلمان گرفتار

گزشتہ دنوں تامل ناڈو کے علاقے میں بی جے پی کی ریلی میں ۱۶ بم دھماکے ہوئے۔ تامل ناڈو پولیس کے مطابق ان دھماکوں میں چالیس سے زائد افراد ہلاک ہوئے جبکہ ۲۰۰ سے زائد زخمی ہوئے جن میں سے قریباً ۴۰ افراد کی حالت نازک ہے۔ بی جے پی نے ان حملوں کا الزام دو اسلامی تنظیموں پر لگایا ہے جن کے نتیجے میں ۵۰۰ سے زائد مسلمانوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت نے فوج کو ہدایت کی ہے کہ مشتبہ افراد کو دیکھتے ہی گولی مار دی جائے۔ دریں اثنا علاقہ کے مسلمانوں میں شدید خوف و ہراس کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے لہٰذا مسلمانوں نے ہندوؤں کے حملوں کے پیش نظر وسیع پیمانے پر نقل مکانی شروع کر دی ہے۔

۴ کروڑ پاکستانیوں کیلئے پینے کا پانی نہیں، ۶ کروڑ ان پڑھ ہیں

پاکستان کی کل آبادی ۱۳ کروڑ ۴۰ لاکھ ہے جس میں غیر تعلیم یافتہ لوگوں کی تعداد پانچ کروڑ ۹۰ لاکھ ہے۔ دو کروڑ ۵۰ لاکھ مرد جبکہ تین کروڑ ۴۰ لاکھ خواتین ناخواندہ ہیں۔ دیہی علاقوں میں غیر تعلیم یافتہ افراد کی تعداد چار کروڑ ۵۰ لاکھ اور شہری علاقوں میں یہ تعداد ایک کروڑ ۴۰ لاکھ ہے۔ پاکستان کی کل آبادی میں سے چھ کروڑ ۹۰ لاکھ افراد ایک کمرے کے مکان میں رہائش پذیر ہیں جبکہ چار کروڑ دس لاکھ افراد پینے کے صاف پانی سے محروم ہیں۔ آٹھ کروڑ افراد سیوریج کی سہولت سے محروم ہیں۔ ۹۷-۱۹۹۶ء کے دوران بیروزگاری میں پانچ فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔

انڈونیشیا کا اقتصادی بحران، مہنگائی کے خلاف ہنگامے

انڈونیشیا کے مختلف شہروں میں مہنگائی کے خلاف مظاہرہ کرنے والوں پر پولیس نے گولی چلا دی جس سے تین افراد ہلاک ہو گئے۔ حالیہ اقتصادی بحران کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی مہنگائی اور اشیائے ضرورت کی قلت کے خلاف شروع ہونے والے ہنگامے مختلف شہروں میں پھیل گئے۔ مظاہرین نے جگہ جگہ سٹوروں کو لوٹ کر ان میں آگ لگا دی۔ ایک سو سے زائد مظاہرین کو حراست میں لے لیا گیا ہے۔ حکومت نے کئی ہزار فوجیوں کو اہم جگہوں کی حفاظت کیلئے تعینات کر دیا ہے۔